1981

ماہنامہ خالد ربوہ

مکمل فائل

"آج میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے دُنیا کے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔
خدا تعالیٰ میرا سہارا ہے اور اُسی پر میرا توکّل ہے اور مَیں تمہُیں بتاتا ہوں کہ اِس
صدی میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کا پیار قائم ہوگا، غالب آئیگا،
دل اس کے لیے جیتے جائیں گے"

{ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کا جلسہ سالانہ ۱۹۸۰ء کے آخری روز خطاب }

جنوری - فروری ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر محمّد الیاس مُنیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۲۸ شمارہ ۳-۴

ماہ نامہ

خالد

ربوہ
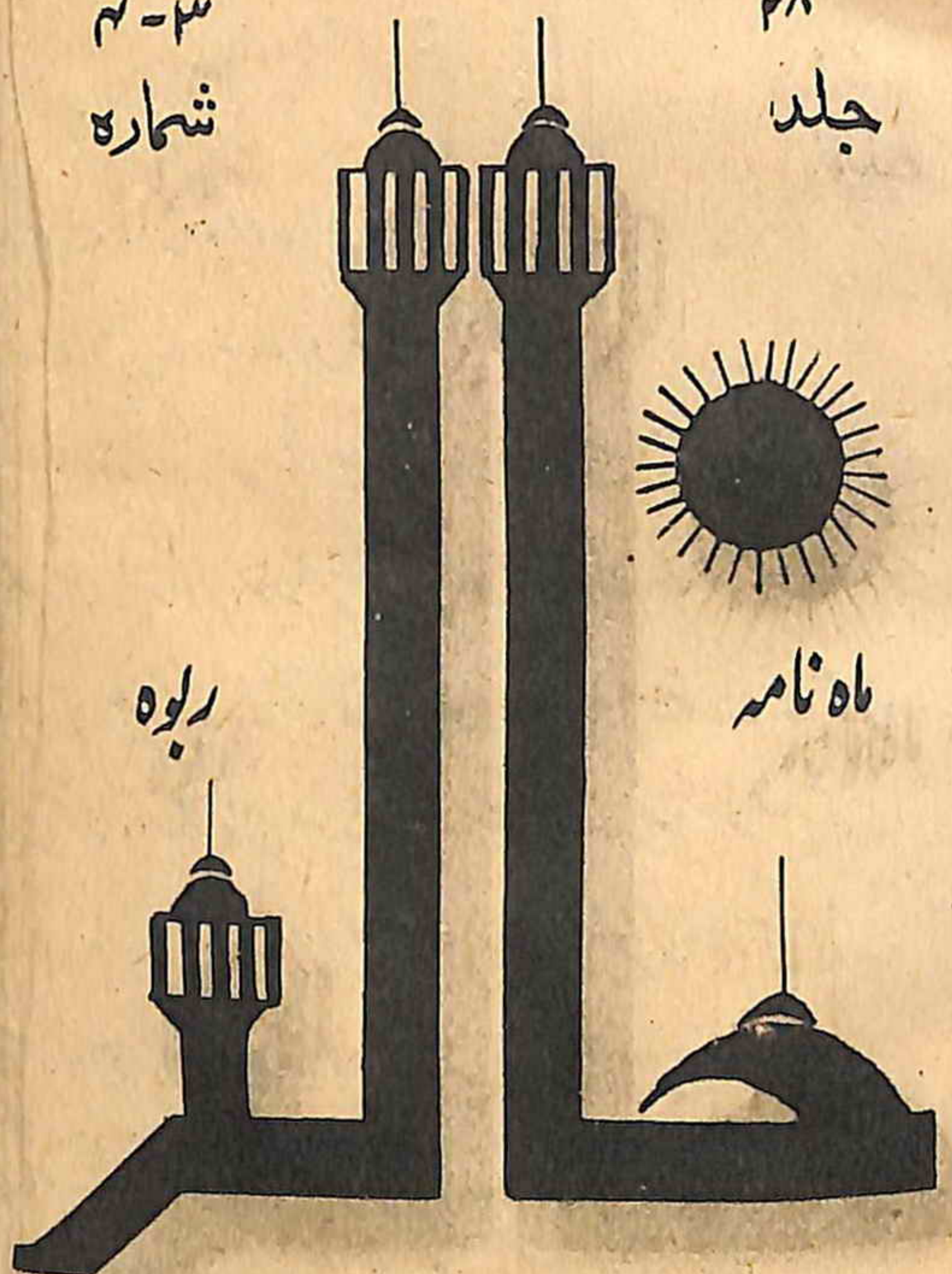
صلح تبلیغ ۱۳۶۰ ہش ٭ جنوری، فروری ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر
محمد الیاس منیر

نائبین:۔ اخلاق احمد انجم ٭ منصور احمد عارف
محمود احمد اشرف

ترتیب

پبلشر: مبارک احمد خالد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد۔ دارالصدر جنوبی ربوہ
قیمت: سالانہ ۱۵ روپے پرچہ ہذا ایک روپیہ پچاس پیسے

اے خدّام الاحمدیہ!

پندرھویں صدی ہجری میں اللہ تعالیٰ کے فضل بارش کی طرح نازل ہونے والے ہیں۔ اس کے بیشمار انعامات سے ہمیں نوازا جانیوالا ہے، لیکن اس کے فضلوں کو جذب کرنے اور اس کے انعامات سے جھولیاں بھرنے کے لیے ہم سب پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ کیونکہ آج

- مخلوق خدا اپنے مقصد سے بہت دور جا چکی ہے۔
- انسانیت کا تصور اٹھ چکا ہے۔
- دنیا فساد سے بھری ہوئی ہے۔
- آدمیت ایسے دور سے گزر رہی ہے جہاں خیرخواہی اور جذبۂ خدمت عنقا ہے۔
- لوگ محبّت، پیار، اخوّت اور بھائی چارہ کی پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔

انہی نازک حالات کے پیشِ نظر ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۰ء کے افتتاحی خطاب میں جماعتِ احمدیہ کو پندرھویں صدی ہجری کے لیے محبت، پیار اور خیر خواہی و خدمت کے ماٹو دیئے۔

پس اے خدام الاحمدیہ! پورے عزم، پورے حوصلہ اور پوری جرأت کے ساتھ اُٹھو، سارے غصّے دل سے نکال ڈالو، ساری تلخیاں بھول جاؤ اور محبت و پیار کے ذریعہ بنی نوع انسان کے دل جیت لو۔ نہ صرف خیر مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونیوالوں کو بلکہ تمام نوع انسانی کو خیر سے بھر دو اور دنیا میں پھیلا ہوا فساد خیر خواہی کے ذریعہ مٹا ڈالو اور یاد رکھو کہ تم خادم ہو اور خدمت کے لیے پیدا کئے گئے ہو۔ اس لیے دُکھی انسانیت کے حقیقی، مخلص اور بے لوث خادم بن کر اس کے دُکھوں، تکلیفوں اور تلخیوں کو دور کرنے میں کوشاں ہو جاؤ اور عہد کرو کہ غلبہ اسلام کی اس صدی میں دنیا سے فساد کو مٹانے کی خاطر جس قسم کی بھی قربانیاں ہمیں دینی پڑیں، دینگے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ العزیز۔
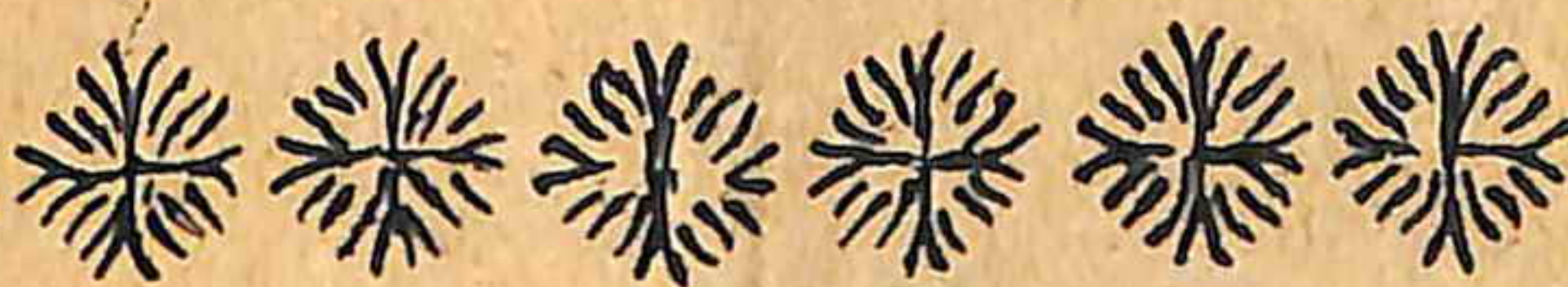
اعلیٰ درجہ کا نور

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

" وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتمّ اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں .... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتمّ طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امیّ صادق مصدوق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

نعت

جناب ڈاکٹر عبدالرشید تبسّم ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

اے کہ فروغِ ہر زماں تجھ سے ہے کائنات میں
کتنے نئے جہاں ڈھلے کارگہِ حیات میں

نینوا، طُور، ناصرہ، مصر، اُحد ترے مقام
تُو ہی تھا مرکزِ نظر عشق کے واقعات میں

نقش گری میں ختم ہے تجھ پہ کمال مُو قلم
رنگِ حیات بھر دیا تونے مری ممات میں

مہر و مہ و رُخِ نگار حسن سے تیرے مُستنیر
لاکھ حسین کی پرورش تیرے حریم ذات میں

پاسِ ادب سے گُنگ سا بیٹھا ہوں تیری بزم میں
جس سے بُلا سکوں تجھے، لفظ نہیں لُغات میں

قیصری و سکندری پاؤں سے ہم نے روند دی
لُطف جنوں کا آگیا عشق کی واردات میں

شاہ کی مہتری گئی، ختم گدا کی کہتری
کتنا عظیم انقلاب آیا تصوّرات میں

چل تو دیا تبسّم آج شوق سے پھر تری طرف
عصرِ رواں کے بُولہب بیٹھے ہیں اس کی گھات میں

سالِ گذشتہ میں حضور ایدہ اللہ کی اہم مصروفیات

ایک جائزہ ——— اور درخواستِ دُعا

"بسم اللہ الکافی بسم اللہ الشافی
بسم اللہ الغفور الرحیم رب اشف
امیرالمومنین شفاءً کاملاً
لا یغادر سقماً۔

ترجمہ:۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو کافی، شافی اور غفور و رحیم ہے اے میرے رب مومنوں کے امام کو کامل شفاء عطا فرما جس کے بعد ذرہ برابر بھی بیماری نہ رہے۔"

گذشتہ جنوری کی بات ہے ہمارے پیارے آقا سیدنا و مولانا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ ۱۹۷۹ء کی بے پناہ مصروفیات سے فارغ ہوئے تو معمول کے مطابق دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف ہو گئے اور اس کے جلد بعد ماہِ فروری میں سندھ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں حضور ایدہ اللہ نے دور دراز کی جماعتوں میں تشریف لیجا کر جماعت کی تربیت کا جائزہ لیا۔ وسط مارچ میں اس سفر سے واپسی ہوئی تو گردوں میں درد نے سر اُٹھانا شروع کر دیا، جو آہستہ آہستہ بڑھتا ہی چلا گیا جس سے خون اور پیشاب میں شدید انفیکشن ہو گیا۔ اسی دوران جماعت احمدیہ کی اہم تقریب مجلس مشاورت کے ایام آن پہنچے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ اپنی تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حسب معمول مجلس مشاورت کے تمام اجلاسات میں ہمہ وقت تشریف فرما رہے۔ اگر کسی وقت تکلیف کی شدت کی وجہ سے مجبوراً مجلس سے اُٹھ کر جانا پڑا تو آپ ایوانِ محمود (جس میں کہ مجلس مشاورت منعقد ہو رہی تھی) کے ساتھ ہی تعمیر شدہ "سرائے خدمت" میں تشریف لے گئے اور وہاں پر بھی لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ مجلس کی کارروائی حضور سماعت فرماتے رہے اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ضروری ہدایات بھی دیتے رہے۔

مجلس مشاورت کی اس مصروفیت کی وجہ سے حضور کو شدید کوفت ہو گئی اور بیماری میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق مختلف ٹیسٹ کرائے گئے اور علاج شروع ہوا مگر افاقہ کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی اور جون تک یہی کیفیت رہی۔ تاہم اس دوران بھی حضور کو بعض ضروری امور کی سرانجام دہی کے لیے اسلام آباد کا دو مرتبہ سفر کرنا پڑا۔ بیماری سے افاقہ ہونے پر جون میں حضو...

ایدہ اللہ نے تقریباً ۲ ماہ کے طویل عرصہ کے بعد پہلی مرتبہ مسجدِ اقصیٰ تشریف لا کر نماز جمعہ پڑھائی۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے دن رات مسلسل کام کر کے اس ڈھیروں ڈاک کو ملاحظہ فرمایا، جو آپ کی بیماری کے دوران جمع ہو گئی تھی۔ پھر مصروفیت کے اِسی عالم میں آپ ایک طویل غیر ملکی دورہ پر روانہ ہو گئے جس کے دوران آپ نے دن رات ایک کر کے غلبۂ اسلام کی عظیم ترمہم میں مختلف ممالک کی تبلیغی اور تربیتی مساعی کا جائزہ لیا اور اس کے لیے نئے نئے پروگرام شروع کرنے کی ہدایت کی۔ ان تینوں براعظموں پر بسنے والے ہزاروں احمدی احباب سے ملاقاتیں کیں۔ اس تھکا دینے والے طویل سفر کے بعد آپ جب اکتوبر کے آخر میں ربوہ واپس تشریف لائے تو سینکڑوں ذمہ داریاں قطار اندر قطار کھڑی تھیں۔ آتے ہی مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا اجتماع پھر لجنہ اور اطفال کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا وہ عظیم الشان اور تاریخ ساز اجتماع جس میں حضور نے غیر معمولی طور پر تینوں روز خطاب فرمایا۔

اجتماعات ختم ہوئے تو پیاسے ملاقاتیوں کا ہجوم اور اس کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کا کام شروع ہو گیا۔ پہلے جلسہ کی تیاری پھر جلسہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب میں تشریف آوری اور خطاب پھر جلسہ سالانہ کی تین تقاریر ــــ اور اسی دوران بیسیوں غیر ملکی احباب جماعت سے انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں اور ساتھ کے ساتھ جلسہ پر آئے ہوئے ہزاروں ہزار عشاق کو شرفِ ملاقات بخشا۔

غرضیکہ مصروفیت پر مصروفیت اور اس پر مستزاد یہ کہ گردے میں انفیکشن برابر جاری ہے۔

ان حالات میں ہم سب قارئین کا یہ فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوں کہ ساری طاقتوں کا سرچشمہ، شافی اور کافی خدا ہمارے محبوب امام کو شفائے کاملہ دعاجلہ سے نوازے اور صحت اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کو آپ کی عظیم تر ذمہ داریوں کے نبھانے کی احسن ترین رنگ میں ہمت، طاقت اور توفیق عطاء فرماتا چلا جائے۔ آمین ۞

قائدین ماہانہ رپورٹس بروقت بھجوائیں

جملہ قائدین خدام الاحمدیہ یہ اہتمام فرمائیں کہ ہر ماہ کی کارگزاری رپورٹ اگلے ماہ کی پندرہ تاریخ تک مرکز میں ضرور پہنچ جائے۔

آپ کی کارکردگی کو بہترین بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ ماہانہ رپورٹس میں باقاعدگی ہو مرکز بھی اسی صورت میں آپ کی صحیح رہنمائی کر سکے گا۔ مطبوعہ رپورٹ فارم پوری طرح پُر کر کے معین اعداد و شمار درج کریں۔ قائدین اضلاع نگرانی فرمائیں کہ کیا انکے ضلع کی جملہ مجالس بروقت رپورٹس بھجوا رہی ہیں یا نہیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

"بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں"

جلسہ سالانہ کا پُر کیف منظر

جناب ملک منصور احمد عمر شاہد

خوشی کا وقت کس قدر تھوڑا معلوم ہوتا ہے ـــــ جن گھڑیوں کا مدتوں انتظار رہتا ہے ـــــ خوشی کے وہ لمحات برق رفتاری کیساتھ گزر جاتے ہیں ـــــ سچ ہے وقت کسی کا ساتھ نہیں دیتا ـــــ مگر ہاں جو وقت کی قیمت کو پہچانیں ـــــ وہ صدیوں کی متاع ایک لحظہ میں بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے تین روز بھی پلک جھپکتے گزر جاتے ہیں ـــــ مگر دلوں میں محبت کی ایک ایسی شمع روشن کر جاتے ہیں جن سے ظلمت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے اور جو زندگی کی متاع عزیز ہوتی ہے پیار و محبت کی فضا میں دِل دِل سے ملتا ہے اور خوشیوں کی دُنیا آباد ہوتی ہے ؎

جمع احباب ہوئے وقت کو زنجیر کرو
عمر کٹ جائے یہ لمحہ نہ گزرنے پائے

آج کی دُنیا کس قدر مصروف ہے۔ تجارت کا بازار گرم ہے۔ دولت کی ریل پیل ہے۔ مادیت کا بھوت ذہنوں پر سوار ہے۔ جدید تحقیقات نے انسانی سوچ کو بدل ڈالا ہے۔ فکر و نظر کی جولانگاہ مادہ پرستی کے سوا کچھ نہیں۔ اس عالم میں ربوہ نعرہ ہائے تکبیر کی فلک شگاف صداؤں سے گونج اُٹھتا ہے ـــــ مالکِ حقیقی سے وفا کا عہد کیا جاتا ہے۔ اس کی توحید ساری دنیا میں پھیلانے کے عزم کی تجدید کی جاتی ہے۔ پیار و محبت کے گیت الاپنے والے یہ دیوانے کون ہیں۔ وہی تو ہیں جن کے سپرد اللہ تعالےٰ نے دنیا میں نظامِ نو کو قائم کرنے کا کام کیا ہے۔

یہ دیوانے تین دن کے لیے ربوہ میں اکٹھے ہوتے۔ دُعائیں کرتے۔ علم و عرفان کی محفلیں جماتے اور دُنیا کی تاریکی کو نُور میں تبدیل کرنے کے منصوبے بناتے۔ دُنیا کی نظر میں حقیر اور دھتکارے ہوئے سہی، مگر خدا کی نگاہ میں مقبول۔ اے کاش! کوئی اقدار کو پہچاننے والا ہوتا ؎

لہروں سے گھبرانے والو کون تمہیں سمجھائے
سیپ تو ساحل پر ملتے ہیں مُوتی ہیں کچھ دُور

سارا سال جلسہ سالانہ کی تیاری ہوتی رہتی ہے۔ پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ خوراک، رہائش اور صفائی کے انتظامات کئے جاتے ہیں، لیکن جونہی ماہ دسمبر کی آمد آمد ہوتی ہے یہ انتظامات اپنے عروج پر پہنچ جاتے ہیں۔

ربوہ کے خدام وقارِ عمل کر کے ربوہ کو عروس دلہن کی طرح سجانے میں مشغول ہوتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے مختلف ناظمین اپنے اپنے شعبہ جات کا جائزہ لیتے ہیں۔ بالخصوص شعبہ حاضری و نگرانی (جس کے سپرد جلسہ کی ڈیوٹیاں لگانا ہے) شعبہ سوئی گیس (جو چار لنگر خانوں میں

روٹی پکانے کی ۵۶ مشینوں کی نگرانی کرتا ہے) شعبہ مکانات (جو آنے والے مہمانوں کی رہائش کا انتظام کرتا ہے) اور شعبہ سپلائی (جو لنگر خانوں کو اجناس مہیا کرتا ہے) کے رضا کار دسمبر میں بڑے زور وشور کے ساتھ سرگرم عمل ہوتے ہیں۔

امسال جلسہ سالانہ سے دو تین روز قبل اللہ تعالیٰ نے ابر رحمت بھیج کر ہلکی ہلکی بارش برسائی جس سے رُبوہ کا گرد وغبار ختم ہو گیا اور لطف یہ کہ کیچڑ بھی نہ ہوا، اور موسم بھی خوشگوار رہ گیا۔ جلسہ کے پہلے دو روز سورج خوب چمکا اور آخری روز اگرچہ دُھند اور کہر چھا جانے سے سردی بہت زیادہ ہو گئی، مگر سردی کی یہ لہر دلوں کو سرد نہ کر سکی۔ شدید سردی میں کھلے آسمان تلے صبح سویرے ہی جلسہ گاہ سامعین سے بھرنا شروع ہو گیا اور دلوں کو گرما دینے والی روح پرور اور ایمان افروز تقاریر نے سماں ہی بدل دیا ؎

جو پھر نکلو تو جو چاہو سو کہنا
ذرا دیکھو تو اس محفل میں آکے

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تین ایمان افروز خطابات اور خطبۂ جمعہ جلسہ سالانہ کی رُوح اور جان تھے۔ حضور نے افتتاحی خطاب میں پُرسوز قرآنی دعائیں پڑھیں۔ ان کا ترجمہ سنایا اور اس بات پر زور دیا کہ ہمارا بھروسہ اور توکّل خدا پر ہے ہم دنیا کے دھتکارے ہوئے ہیں۔ ہم بے کس اور غریب ہیں، لیکن ہم نے اس خدا کا دامن تھام رکھا ہے جو ہر دو جہان کا مالک ہے۔ آپ نے اپنے اسی خطاب میں جماعت کو پیار اور محبت، خیر خواہی اور خدمت کا ماٹو دیا۔

حضور نے اپنے دوسرے روز کے خطاب کی ابتداء میں علم کی اہمیت اور اس کے حصول کی ضرورت پر نہایت ہی بصیرت افروز رنگ میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ علم کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کرے۔ پھر اسی ضمن میں آپ نے اس سال شائع ہونے والی جماعتی کتب کا ذکر کر کے ان کے مطالعہ کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔ اس کے بعد حضور نے جماعت کے مختلف اداروں کی دورانِ سال کارکردگی کا جائزہ لیا۔

حضور نے اپنے تیسرے اور اختتامی خطاب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بڑے ٹھوس اور گہرے علمی رنگ میں بیان فرمایا اور آپؐ کے اعلیٰ اور ارفع مقام کے مختلف پہلو بیان فرمائے۔

ہستیٔ باری تعالیٰ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلقِ عظیم۔ فیضانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ۔ جماعتِ احمدیہ اور خدمتِ قرآن مجید۔ بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئیاں۔ سیرت اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سوانح حضرت مصلح موعود۔ اسلامی آداب۔ مالی قربانیوں کا فلسفہ۔ اور چودھویں صدی کی غیر معمولی اہمیت۔ عناوین پر بزرگان اور علمائے سلسلہ نے نہایت بیش قیمت، ٹھوس دلائل سے مزیّن علمی حقائق پر مشتمل روح پرور تقاریر کیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا گویا علم وعرفان کے چشمے جاری ہیں۔ اور درحقیقت یہ سب کچھ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک جاری رہنے والے فیضان کا ایک قطرہ تھا۔

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است

جلسہ سالانہ بے شمار برکات لیکر آتا ہے۔ نہ صرف ملک کے کونے کونے سے بلکہ اکنافِ عالم سے بھی شمعِ احمدیت کے پروانے اکٹھے ہوئے۔ ایک دوسرے سے ملے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔ اجتماعی دعائیں کیں۔ مسجد مبارک میں نمازِ فجر سے قبل نماز تہجد کی کیفیت کا عجیب رُوح پرور عالم یوں معلوم ہوتا ہے جیسے متضرعانہ دُعاؤں سے عرش کے پائے بھی ہل جائیں۔ مرکز والوں نے جلسہ سے برکت حاصل کی اور باہر والوں نے مرکز کی نعمتوں سے جھولیاں بھریں۔

بہشتی مقبرہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت اماں جان رضی اللہ عنہ اور دیگر بزرگان کی آرام گاہوں پر دُعا کرنے کا موقعہ ملا۔ شبینہ اجلاسات میں اسلام کی حقانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت سے متعلق اُردو کے علاوہ غیر ملکی زبانوں میں تقاریر بھی سنیں جو دنیا کے کونہ کونہ سے آئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں نے کیں۔

جلسہ سالانہ نکاح اور شادی وبیاہ کے لیے بھی بڑا موزوں موقعہ مہیا کرتا ہے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد خوشی کی یہ تقاریب بھی منعقد ہوئیں۔ غرضیکہ خوشیاں ہی خوشیاں! نعمتیں ہی نعمتیں!!

مَیں کیونکر گِن سکوں تیرے یہ انعام
کہاں ممکن تیرے فضلوں کا ارقام
ہر اک نعمت سے تُونے بھر دیا جام

جلسہ سالانہ کے وسیع تر انتظامات دیکھ کر کسی کہنے والے نے کہا ۔ کہ احمدی جنوں کے تو قائل نہیں مگر ان کے سارے کام ۔ یُوں معلوم ہوتا ہے جِن کرتے ہیں ۔ خاص طور پر لنگر خانہ کا نظام جِن چلاتے ہیں ۔ نامعلوم کہاں سے اتنا اناج آتا ہے۔ کھانا تیار ہوتا ہے تقریباً دو لاکھ کا مجمع کھانا کھا لیتا ہے اور بڑے سکون سے کھاتا ہے اور کوئی ہنگامہ نظر نہیں آتا کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا۔ صبح کا کھانا ختم ہوا تو رات کے کھانے کی تیاری شروع ہو گئی اور رات کے بعد صبح کے لیے۔ یہ دراصل خدائی نصرت ہے ۔ جو جلوہ فگن ہوتی ہے!!

چلی اس کے ہاتھ سے کشتی ہماری

پندرہویں صدی جس کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر یہ اعلان کیا ہے کہ یہ غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ اس صدی کا یہ پہلا جلسہ سالانہ تھا۔ اس لیے اپنے اندر خاص جاذبیت رکھتا تھا۔ یہ جلسہ جس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص منشا سے اپنے ایک پیارے بندہ کے ہاتھ سے رکھوائی ہر سال نمایاں ترقی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ چنانچہ امسال جلسہ میں

- شامل ہونے والے پہلے سے بہت زیادہ تھے ۔ قریباً پونے دو لاکھ ۔ اور
- جماعت کی تاریخ میں پہلا موقعہ تھا کہ بیرونِ پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں کے لیے دو زبانوں

میں تقاریر کے ترجمے کا بندوبست کیا گیا۔ چنانچہ ۲۲۲ احباب و خواتین کے لیے انڈونیشی اور انگریزی زبان میں جلسہ کی جملہ کارروائی کا ساتھ کے ساتھ ترجمہ سنانے کا انتظام تھا۔

- حضور انور نے اسی جلسہ کے موقعہ پر پندرہویں صدی ہجری کے لیے جماعتِ احمدیہ کو حمد اور عزم کے علاوہ محبت و پیار کا ماٹو دیا اور فرمایا کہ سارے غصے دل سے نکال دو۔ اور ساری تلخیاں بھول جاؤ۔

الغرض اس سال کا جلسہ سالانہ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ آیا۔ اور دلوں کی کیفیت بدلنے والے زیادہ آثار لیکر آیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

احمدی انجینئرز کا ایک شاندار کارنامہ

فضل عمر فاؤنڈیشن کی ایک اور خدمت

امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جلسہ گاہ میں داخل ہونے والے حاضرین کی نگاہیں سٹیج کے دائیں طرف اٹھتیں تو دو چھوٹے چھوٹے سفید کمروں پر مرکوز ہو جاتیں۔ ان کے دل میں طرح طرح کے سوال ابھرتے وہ ایک دوسرے سے ان کے بارے میں سوال کرتے۔ بہت سے لوگوں کو ان کے متعلق صحیح علم اس وقت ہوا جب ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو اپنے خطاب میں فضل عمر فاؤنڈیشن کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

انہوں نے اس سال جو نمایاں کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے ہاں جو بیرونی ممالک سے لوگ آئے ہوئے ہیں ان کے لیے دو زبانوں میں انگریزی اور انڈونیشین میں ترجمہ کا انتظام کیا ہے یہ دو کھوکھے جو بنے ہوئے ہیں یہاں چاٹ نہیں بکتی۔ یہاں ترجمہ کرنیوالے بیٹھے ہوئے ہیں جو ساتھ ساتھ ترجمہ کرتے ہیں۔

قارئین:۔ گذشتہ کئی سالوں سے بیرون پاکستان سے احباب جماعت جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے ہزاروں ہزار روپیہ خرچ کر کے تشریف لا رہے ہیں، لیکن گذشتہ سال تک باوجود اردو نہ سمجھنے کے یہ لوگ جلسہ کی کارروائی نہایت صبر و سکون، اطمینان اور خاموشی سے بیٹھ کر سنتے تھے اور امسال محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی نگرانی میں احمدی انجینئرز نے اللہ کی دی ہوئی توفیق سے ان احباب جماعت کو جلسہ کی کارروائی کا ترجمہ سنانے کے لیے ایک نہایت اعلیٰ نظام تیار کر لیا اور اس کا اس جلسہ پر پہلا تجربہ نہایت درجہ کامیاب رہا۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک ملاقات میں مدیر خالد کو بتایا کہ سب سے پہلے ۱۹۷۳ء میں یہ تجویز زیر غور آئی۔ چنانچہ فضل عمر فاؤنڈیشن نے ایک غیر ملکی کمپنی PHILLIPS سے رابطہ قائم کیا جس نے صرف ایک سو افراد کے لیے ۲۰ لاکھ روپیہ کا اندازۂ خرچ بتایا اس خطیر رقم کی وجہ سے اس

کام میں تاخیر ہوتی گئی۔ جیسے کہ حضور نے بھی فرمایا:

ہماری تو کئی سال سے تجویز تھی
لیکن باہر کی ایجنسیز اتنی زیادہ رقم مانگتی
تھیں کہ ہمیں جرأت نہ ہوتی تھی۔

چنانچہ گذشتہ سال ایک احمدی انجینئر جناب لال خان ملک حال نیروبی (کینیا) (جن کے نام نامی سے قارئین خالد بخوبی واقف ہیں) نے محترم صاحبزادہ صاحب سے یہ ذکر کیا کہ وہ بھی اس قسم کا نظام بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے صاحبزادہ صاحب کی نگرانی میں دوسرے احمدی انجینئرز محترم منیر احمد صاحب فرخ اسلام آباد، محترم محمد ایوب ظہیر صاحب راولپنڈی کے ساتھ مل کر تجربات شروع کئے۔ انکے علاوہ مکرم عبدالکریم لودھی صاحب اور ملک نعیم احمد صاحب اسلام آباد بھی شروع سے ان کے ساتھ منسلک رہے اور آخر تک بڑی محنت اور لگن کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیتے رہے۔

ابتدائی تجربات کے نتائج بڑے خوشکن رہے جس پر انہیں بڑے پیمانہ پر ایک نظام تیار کرنے کو کہا گیا۔ چنانچہ ان مذکورہ بالا احمدی انجینئرز نے چھ ماہ کی قلیل مدت میں دن رات ایک کر کے انتہائی محنت جانفشانی اور خلوص کے ساتھ رضا کارانہ کام کیا اور صرف ۸۰ ہزار کی لاگت پر ۲۲۸ افراد کو ترجمہ سنانے کے چار سیٹ تیار کر دیئے۔ ان مخلص اور بے لوث خدام کے لیے ان کے محبوب امام کے یہ الفاظ ہمیشہ باعثِ فخر رہیں گے جو آپ نے ۲۷ دسمبر کو جلسہ سالانہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے ان کے متعلق فرمائے:۔

اللہ بھلا کرے احمدی انجینئرز کا،
انہوں نے کہا کہ ہم بہت سستا بنا سکتے
ہیں۔ اتنا پیسہ ضائع نہ کریں۔ چنانچہ
انہوں نے دو سو اٹھائیس ۲۲۸ (افراد
کو ترجمہ سنانے کے لیے) اسی ہزار روپے
میں تیار کر دیئے ہیں۔ ان کے لیے بھی
دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔
آمین۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ امسال مردانہ جلسہ گاہ میں انگریزی زبان میں ۱۰۸ اور انڈونیشین زبان میں ۴۰ افراد کو اور زنانہ جلسہ گاہ میں ۴۵ مستورات کو انگریزی اور ۱۸ کو انڈونیشین زبان میں کارروائی کا ترجمہ سنانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اس نظام پر بنیادی خرچ ہو چکا ہے اور اب اس نظام میں توسیع کرنے پر زیادہ خرچ نہیں اُٹھے گا۔ مثلاً مزید ایک سو افراد کے لیے اب صرف ۲۰ ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے ترجمانی کے فرائض ادا کرنے والوں میں سے محترم نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم، محترم آفتاب احمد خان صاحب سابق سفیر اٹلی و ایسٹرن یورپ اور محترم محمد سعید انصاری صاحب و مرزا ادریس احمد صاحب مبلغین انڈونیشیا کی خدمات کو سراہا۔ انہیں بالترتیب انگریزی اور انڈونیشی زبان میں بڑی کامیابی کے ساتھ ترجمہ کرنے پر حضور ایدہ اللہ کی

تقاریر کے ترجمہ کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ تاہم مذکورہ بالا مبلغین انڈونیشیا دوسری کارروائی کا بھی ترجمہ کرتے رہے

آپ نے مزید بتایا کہ محترم پروفیسر سعود احمد خانصاحب اور محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی نے بڑی اچھی طرح انگریزی ترجمہ کیا علاوہ ازیں محترم آفتاب احمد بسمل صاحب کراچی محترم نیر اعجاز صاحب لیکچرار ٹی۔آئی کالج ربوہ اور محترم ادریس نصراللہ صاحب لاہور نے بھی اس سلسلہ میں رضاکارانہ خدمات پیش کیں اور بعض تقاریر کے انگریزی تراجم کیئے۔

انڈونیشین زبان میں ترجمہ کے لیے محترم راجہ نصیر احمد صاحب مبلغ یوگنڈا اور انڈونیشین طلبہ محترم عبدالباسط صاحب، محترم خیرالدین باروس صاحب محترم بشیرالدین صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ کی خدمات بھی حاصل رہیں۔

زنانہ جلسہ گاہ میں ترجمانی کے شعبہ کے سلسلہ میں محترم مرزا طاہر احمد صاحب نے محترم منیر احمد صاحب فرخ کی اس خدمت کا خاص طور پر ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی ہمشیرہ محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ اسلام آباد کو اس نظام کی فنی تکنیک سے خوب اچھی طرح آگاہ کر کے اس کو OPRATE کرنے کے قابل بنا دیا۔ اور محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ نے مزید کچھ مستورات کو اس بارہ میں بڑی عمدگی سے تربیت دی جس کے نتیجہ میں یہ نظام زنانہ جلسہ گاہ میں بھی بڑی عمدگی کیساتھ چلتا رہا۔

زنانہ جلسہ گاہ میں انگریزی زبان میں ترجمہ کی خدمات محترمہ مسز شاہ صاحبہ سابق پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ اسلام آباد، محترمہ رفیعہ راٹھ صاحبہ ربوہ، محترمہ اربیہ بیگم صاحبہ، محترمہ اے۔ایس رفعت صاحبہ۔ محترمہ طیبہ صادقہ صاحبہ اور انڈونیشین زبان میں ترجمہ کی خدمات محترمہ صالح الشیبی النہدی صاحبہ آف انڈونیشیا اور مسز ابراہیم الیاس صاحبہ ربوہ نے سرانجام دیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آپ نے آئندہ سال کے پروگرام کے متعلق بتایا کہ اللہ کی دی ہوئی توفیق سے آئندہ سال "مزید زبانوں میں ترجمہ پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ انشاءاللہ۔

اور آخر میں کہا کہ ہم نظارت اصلاح وارشاد کے ممنون ہیں کہ انہوں نے جلسہ گاہ میں انتظامات کے لیے ایک مربی سلسلہ محترم انعام الحق کوثر صاحب کی خدمات ہمارے سپرد کر دیں جنہوں نے نہایت دلجمعی، لگن، خلوص، محنت اور بے لوث خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ فجزاہم اللہ خیرا لجزاء۔

نقوشِ معتبر

عبدالکریم قدسی لاہور

اے کہ خوشبو کی زِرہ پہنے ہوئے
جنگِ دلائل میں
فتح یابی کے جھنڈے
گاڑنے والے !
تیرے امن و صلح کے
ننھے پودے
ایک دن کیوں نہ تن آور
اور ثمر آور درختوں میں ڈھلیں گے
کہ تو اپنے لہو سے
آبیاری کر رہا ہے ننھے پودوں کی
لہو کی آبیاری کرنے والوں ۔
کی لغت میں
نامرادی اور ناکامی
کا کوئی حرف تک ہوتا نہیں ہے
تو یورپ کی فضائے غمزدہ میں
اپنی یادوں
مہکی مہکی مسکراہٹ کے

نقوشِ معتبر جو چھوڑ آیا ہے
تیری یادوں کی یہ قندیل
بالآخر انہیں
دینِ خدا کے اس عظیم الشان محل میں
کھینچ لائے گی
جہاں دستِ دُعا لبریز ہوتے ہیں
مرادوں سے
جہاں چہرے سکوں کی پاک شبنم سے
تر و تازہ مسرت سے
چمکتے ہیں
دمکتے ہیں
بڑی نازاں ہیں قسمت پر
اُداسی کی وہ پروردہ زمینیں
جہاں پر کہ
ترے شرفِ تخاطب کے مہکتے
اَبَر بَرَسے ہیں
مری آنکھوں کے بنجر کھیت
کو بھی ابر کا معصوم ٹکڑا
بخش دے ہنس کر
نوالہ مسکراہٹ کا
عطا کر اس بھکاری کو
گدائی کا سلیقہ آج تک
جس کو نہیں آیا۔

تین براعظموں پر محیط حضور ایدہ اللہ کا حالیہ دورہ

اور

میرے بعض ذاتی مشاہدات

(جناب مسعود احمد خان دہلوی)

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حالیہ دَورۂ یورپ اور افریقہ و امریکہ کے دوران مَیں نے ہر آن فرشتوں کی افواج کو نازل ہوتا ہوا دیکھا اور ان کی انقلاب انگیز تاثیرات مشاہدہ کیں۔

حضور ایدہ اللہ کے چہرہ کے نور اور ہمت کے آثار جلیّہ کی قوتِ مقناطیسی کی کرشمہ سازی کا حیران ہی نہیں بلکہ از خود رفتہ کر دینے والا سب سے بڑھ کر عدیم النظیر مظاہرہ نائیجیریا اور غانا کی شاہراہوں، کوچہ و بازار ہی نہیں بلکہ ان ممالک کے طول و عرض میں آنکھوں کے سامنے آیا۔ میری ہی آنکھ نے نہیں چشمِ فلک نے بھی دیکھا۔ حضور کے پُر نور چہرۂ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اپنے ہی نہیں بیگانے بھی یوں کھنچے چلے آئے جیسے مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور وہ ایک جھلک دیکھنے کی خاطر سراپا انتظار بنے گھنٹوں کھڑے رہے اور اپنی جگہ سے نہیں ہلے اور جہاں کھڑے تھے وہاں سے نہیں ٹلے جب تک کہ رُخِ انور کی ایک جھلک دیکھ نہ لی اور ایک جھلک دیکھنے کے بعد بھی واپس نہیں لوٹے بلکہ وہ جوشِ مسرّت سے دیر تک اُچھلتے کودتے اور ناچتے رہے۔ وہ کیوں نہ خوشی سے اچھلتے اور کودتے جبکہ انہیں زندگی میں پہلی بار اللہ تعالیٰ کے ایک بندۂ اخص کے چہرۂ پُر انوار کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔

مَیں بھول نہیں سکتا وہ نظارہ کہ جب ۱۸ اگست ۱۹۸۰ء کی شام کو حضور ایدہ اللہ لیگوس کے فضائی مستقر پر ورود فرما ہونے کے بعد باہر کھڑے ہوئے ہزاروں ہزار آدمیوں کی قطاروں کے درمیان میں سے گزرتے ہوئے موٹر کار کی جانب روانہ ہوئے تو مشتاقانِ دید نے رُخِ انور پر اچٹتی ہوئی نظر پڑتے ہی اپنی اپنی جگہ خوشی سے اُچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ مَیں نے دیکھا کہ نوجوان ہی نہیں عمر رسیدہ بزرگ بھی جو قیمتی لباسوں میں ملبوس تھے اور جنہوں نے اعلیٰ قسم کے جُبّے زیب تن کئے ہوئے تھے خوشی سے اِس طرح اُچھل رہے اور نعرے لگا رہے تھے کہ گویا ناچ رہے ہوں۔ عشق ان کے اَنگ اَنگ میں سے پھوٹ رہا تھا جس نے انہیں مست و بیخود بنا رکھا تھا وہ اپنے آپے میں نہیں تھے انہیں احساس تک نہ تھا کہ

وہ عمر رسیدہ اور طبعاً متین و سنجیدہ ہونے کے باوجود اپنے بازو فضا میں بلند کئے بچوں کی طرح ناچ رہے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگا رہے ہیں۔ سچ ہے عشق انسان کو ہوش کی دنیا سے نکال کر مدہوش کر چھوڑتا ہے۔ یہ ایک ایسا حیران کُن نظارہ تھا کہ جس کا نقش میرے قلب و ذہن سے زندگی بھر محو اور فراموش نہیں ہو سکتا۔

لیگوس کے عالیشان فیڈرل پیلس ہوٹل کا پریذیڈنشل سویٹ جس میں حضور قیام فرما تھے شہد کے چھتے کا منظر پیش کر رہا تھا۔ احباب اور دوسرے لوگوں کی بکثرت آمد و رفت کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کے لیے عسل مصفیٰ تیار کرنے والی لاتعداد و بیشمار مکھیاں مسلسل آ جا رہی ہیں اور چھتہ ہے کہ ہمہ وقت ان سے ڈھکا ہوا ہے۔

ان آنے والوں اور ہمہ وقت وہاں ڈیرہ لگائے رکھنے والوں میں کیسے کیسے ذی مرتبت لوگ شامل تھے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نائیجریا میں اب تک جن ساٹھ ستّر ہزار لوگوں کو جماعت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان میں ہائی کورٹ کے جج، صوبائی اسمبلیوں کے بعض اراکین اور وزراء، یونیورسٹی پروفیسرز اور بعض سرکاری محکموں کے سربراہ اور اعلیٰ افسران بھی شامل ہیں۔ ہر روز ہی بعض نئے اصحاب نظر آتے جن کے چہرے بُشرے سے ان کی وجاہت اور بڑائی کا احساس ہوتا۔ دریافت کرنے پر پتہ لگتا یہ صاحب فلاں محکمے کے سربراہ یا افسر اعلیٰ ہیں۔

اِس ضمن میں ایک واقعہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے اور وہ یہ کہ ایک روز ایک صاحب حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کے لیے آئے۔ اُنہیں مَیں نے پہلے نہ دیکھا تھا۔ مَیں نے اپنے مبلّغین میں سے ایک سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں۔ جواب ملا یہ نائیجیریا کی سب سے زیادہ طاقتور شخصیت ہے۔ مَیں نے دُور سے ہی ایک بھرپور نگاہ ان صاحب پر ڈالی اور دل میں سوچا بندہ تو دُبلا پتلا اور سادہ ہے اس میں اتنا زور کہاں سے آگیا کہ یہ نائیجیریا کا سب سے زیادہ طاقتور شخص شمار ہوتا ہے۔ مَیں نے دریافت کیا اِن کی طاقت کا راز کیا ہے؟ کہنے والے نے کہا اس کی طاقت کا یہ حال ہے کہ ملک بھر میں اگر انتظامیہ کسی سے ڈرتی ہے تو صرف اِس سے۔ مَیں بولا پتہ تو لگے یہ ہیں کون؟ جواب یہ ملا کہ جناب یہ پورے ملک کی لیبر کانگریس کا صدر ہے یعنی ملک بھر کے محنت کشوں کا محبوب ترین لیڈر۔ مَیں نے کہا اب سمجھ میں آیا بات جبھی بڑے اعتماد سے کرتا ہے۔ ان کا نام مسٹر سنمان (MR. SUNMAN) ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مخلص احمدی ہیں۔

اِسی طرح ایک صاحب بہت لمبے چوڑے اور عمر رسیدہ ہونے کے باوجود تکلے کی طرح سیدھے بہت بارُعب صاحب تیز تیز قدم رکھتے جھومتے جھامتے تشریف لائے۔ بہت قیمتی جبّہ انہوں نے پہنا ہوا تھا اور انہوں نے انگوری رنگ کے ریشمی دوپٹہ کو سر پر باندھ کر اس کے بقیہ حصہ کو اپنے چہرہ کے گرد ڈھالے کی شکل میں لپیٹا ہوا تھا۔ ان کی چال ڈھال رُعب اور دبدبہ سے

صاف عیاں تھا کہ یہ کوئی بڑے آدمی ہیں۔ پتہ چلا کہ یہ نائیجیریا کی مقتدر شخصیت جناب امیر آف کانو کی کونسل کے ایک رکن ہیں اور حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ میرے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ یہ بحمداللہ تعالیٰ احمدی ہیں اور بہت اثر ورسوخ کے مالک ہیں۔

یہ دیکھ کر کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نائیجیریا میں احمدی احباب بڑے اہم اور مقتدر عہدوں پر فائز ہیں اور پھر ان کے اخلاص وعقیدت کو دیکھ کر اور ان کے جذبات محبت کی اس فراوانی کو دیکھ کر کہ ان میں سے بعض چپکے چپکے حضور کی اچکن کے پلّو کو یا پگڑی کے شملے کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر ان ہاتھوں کو اپنے چہروں پر مل رہے ہیں مجھ پر وارفتگی کا عالم طاری ہوئے بغیر نہ رہا۔

پھر نائیجیریا میں مَیں نے امیر کبیر اور ذی مقدرت احمدی ہی نہیں دیکھے بلکہ وہاں خدا تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے بھی دیکھے جن کے چہروں پر صلاحیت کا نور جلوہ گر تھا اور جو تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ کے مصداق تھے۔ جماعت احمدیہ نائیجیریا کے نیشنل پریذیڈنٹ محترم الحاج عبدالعزیز ابیولا (ABIOLA) جن کے صاحبزادے ایک بیرونی ملک میں نائیجیریا کے سفیر ہیں بہت ہی بزرگ ہستی ہیں۔ نہایت کم گو، منکسر المزاج، فرشتہ سیرت اور دعا گو۔ انہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے اور دل گواہی دے اٹھتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا خاص اور برگزیدہ بندہ ہے۔ پوری جماعت ان کا احترام کرتی ہے۔ ان کی زیارت تو ہر روز ہی ہوتی تھی، لیکن اس امر کا انکشاف کہ نائیجیریا میں خدا تعالیٰ کے ایسے بندے بکثرت موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ جن کی بیشتر دعائیں سنتا ہے اور پھر بیشتر خوابوں کے ذریعہ دعاؤں کی قبولیت سے انہیں قبل از وقت اطلاع دیتا ہے۔ ۲۳ر اگست ۱۹۸۰ء کو اجتماعی ملاقات کے وقت ہوا۔

اس دن صبح ہی سے حضور ایدہ اللہ کے ساتھ احباب کی انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری تھا۔ ساڑھے بارہ بجے حضور نے پریذیڈنشل سویٹ کے وسیع و عریض لاؤنج میں تشریف لاکر احباب جماعت کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ حضور نے وہاں تشریف لانے اور صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد فرمایا آج میں خود کچھ کہنے کی بجائے آپ لوگوں کی باتیں سننا پسند کروں گا۔ اس پر حضور کی اجازت سے الفا آر۔ اے۔ اولووا (OLUWA) نے اپنا ۱۹۶۵ء کا ایک بہت ایمان افروز خواب اور اس کی تعبیر بیان کی اور پھر پوچھا کہ کیا میری تعبیر درست ہے۔ اس خواب کے ذریعہ انہیں جماعت میں خلافت ثالثہ کے قیام اور اس کی عظمت و شوکت سے آگاہ کیا گیا تھا۔ حضور نے انکی تعبیر کو درست قرار دیا۔

اس کے بعد حضور نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر اور کوئی دوست اپنا خواب سنانا چاہیں تو سنا سکتے ہیں اس پر سات آٹھ اور دوستوں نے اپنے خواب سنائے۔ یہ سب خواب اس حقیقت کے

آئینہ دار تھے کہ نائیجریا میں اور اسی طرح دوسرے ممالک میں جو سعید روحیں اسلام اور احمدیت میں داخل ہو رہی ہیں ان کی زندگیوں میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہو رہا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ اور حقیقی ایمان کے تعلق باللہ کی شکل میں طیب و شیریں ثمرات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

ایک احمدی نوجوان جناب عبدالکریم موتا جو نے کھڑے ہو کر بتایا کہ میں پیدائشی احمدی ہوں۔ اور عرصہ سے شدید کھانسی میں مبتلا ہوں۔ علاج معالجہ کے باوجود مجھے مکمل آرام نہیں آ رہا۔ جب سے مَیں نے سنا تھا کہ حضور نائیجریا تشریف لا رہے ہیں میرے دل میں یہ بات ایک پختہ اعتقاد کے رنگ میں گڑ گئی تھی کہ حضور کی زیارت نصیب ہوتے ہی میری بیماری دُور ہو جائے گی۔ سو الحمدللہ جب سے حضور تشریف لائے ہیں اور مجھے حضور کی زیارت نصیب ہوئی ہے مجھے کھانسی نہیں آئی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے کامل شفا عطا فرمائے اور خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ حضور نے ان کی شفایابی کے لیے دعا کی۔ اِس سے انہیں از حد تسلّی ہوئی۔ ان کے چہرہ پر اطمینان کی کیفیت سے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ گویا انہیں ان کی مراد مل گئی ہے۔

ان لوگوں میں اپنے بچوں کی ذہنی ماحول میں تربیت کرنے اور ان میں احمدیت کی رُوح پھونکنے کے جذبہ کا پتہ اس امر سے لگتا ہے کہ ان میں سے بعض لوگ اپنے بچوں کو اُردو سکھانے کا بھی انتظام کرتے ہیں تاکہ وہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب اور درثمین کی نظمیں پڑھنے کے قابل ہوسکیں۔

اُن کے اس جذبہ کا علم ایک چھوٹے سے واقعہ سے ہوا۔ اجیبو اوڈے کے مسٹر اجیڈیلے اور مسز قدرت اجیڈیلے کا بارہ سالہ بچہ عزیز اجیڈیلے حضور ایدہ اللہ کی زیارت کے لیے لیگوس آیا ہوا تھا۔ وہ روزانہ فیڈرل پیلیس ہوٹل آتا اور لوگوں سے درخواست کرتا کہ وہ اس کی ایک درخواست حضور تک پہنچا دیں۔ وہ درخواست ایسی تھی کہ حضور کی بے پناہ مصروفیت اور نہایت ہی بھرپور پروگرام کی وجہ سے کوئی بھی اُس کی یہ درخواست حضور تک پہنچانے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

آخر نائیجریا میں حضور کے قیام کا آخری دن یعنی ۲۳ر اگست کا دن آ پہنچا۔ اس سے اگلے روز صبح حضور نے غانا روانہ ہونا تھا۔ وہ بچہ تو فیڈرل پیلیس ہوٹل میں دھرنا مار کر بیٹھ گیا۔ وہ دن حضور کے لیے انتہائی مصروفیت کا دن تھا کیونکہ اس روز حضور نے نائیجریا کے احباب سے انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں کرنا تھیں۔ ملاقاتیں صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئیں اور نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے سوا مسلسل سوا دس بجے رات تک جاری رہیں۔ اس کے بعد حضور نے احمدیہ سیکنڈری سکولوں کے اساتذہ، احمدیہ ہسپتالوں کے ڈاکٹروں اور مغربی افریقہ کے مبلّغین کی علیحدہ علیحدہ میٹنگوں کی صدارت فرمائی۔ یہ میٹنگز رات ایک بجے تک جاری رہیں۔

رات کو سوا دس بجے جب عام ملاقاتیں ختم ہوئیں تو حضور کچھ وقت کے لیے ملاقات کے کمرہ سے نکل کر اپنے رہائشی کمرے میں تشریف لے گئے جب حضور بیرونی برآمدے میں سے گذر کر اپنے کمرے کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو وہ بچہ عجب بے اختیاری کے عالم میں دوڑ کر حضور کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ حضور نے دریافت کیا کہ یہ بچہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہ تو کچھ نہ بولا۔ مولانا محمد اجمل شاہد نے عرض کیا کہ اس نے سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک اردو نظم زبانی یاد کی ہوئی ہے اور یہ حضور کو وہ نظم سنانا چاہتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہم اسی وقت کھڑے کھڑے اس سے نظم سن لیتے ہیں۔ چنانچہ اس کا جذبۂ بے اختیار کام آیا اور اس کی دلی مراد بر آئی۔ اس نائیجیرین بچہ نے اجنبی لہجہ میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نظم ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

خوب مہک مہک کر سنائی اور الفاظ کا تلفظ بھی بڑی حد تک صحت کے ساتھ ادا کیا۔ حضور کھڑے سنتے رہے اور مسکرا مسکرا کر بہت شفقت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے رہے۔ جب اس نے نظم ختم کی تو حضور نے جوشِ محبت میں اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا اور اس کی پیٹھ تھپک تھپک کر اسے بہت شاباش دی اور ایک پونڈ انعام بھی عطا فرمایا۔

حضور کو نظم سنانے کا شرف میسر آنے پر اس بچہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ دوسرے لوگوں نے بھی اسے شاباش دی اور محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نے اسے ایک طرف لے جا کر اپنی طرف سے بھی کچھ رقم بطور انعام دی۔

کہنے کو یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے، لیکن اس انقلاب عظیم کا یہ آئینہ دار ہے جو اگلی ایک صدی میں پورے کرۂ ارض پر محیط ہونے والا ہے یہ باور کرا رہا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب خشکی اور تری پر احمدیت ہی حکمران ہوگی اور اس کے صدقہ میں اردو کو بھی وہ عروج حاصل ہوگا کہ یہ ایک بین الاقوامی زبان کی حیثیت سے ساری دنیا میں بولی اور سمجھی جائے گی ۔

"قائدین اضلاع اور ناظمین اطفال سے ضروری التماس"

۱۔ قائدین اضلاع و ناظمین اطفال کی توجہ فوری طور پر اس طرف مبذول کروائی جاتی ہے کہ جن مجالس کے بجٹ بغرضِ تشخیص ابھی تک مرکز میں نہیں پہنچے وہ جلد از جلد اپنی مجالس کے بجٹ بنوا کر مرکز میں بھیج دیں۔ کیونکہ نئے سال کی سہ ماہی اوّل بھی ختم ہوا چاہتی ہے۔

۲۔ متعدد مجالس کی طرف سے وصولی ابھی تک صفر ہے ان سے بھی فوری توجہ کی درخواست ہے۔ علاوہ ازیں گذشتہ بقایا جات کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائیں۔ جن مجالس کے ذمہ گذشتہ سال کے بقایا جات ہیں اُن کو چندہ جات کا جائزہ ارسال کر دیا گیا ہے۔

خاکسار
منصور احمد عارف
سیکرٹری مال مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ کی سہ براعظمی دورہ سے واپسی پر

رونق افزائے چمن ابر بہاراں آئے

بارک اللہ! عجب شان سے ذیشان آئے
جام پُر نُور بکف، مُشک بداماں آئے

کیوں نہ ہر ذرّہ بصد شوقِ خراماں آئے
رونق افزائے چمن ابرِ بہاراں آئے

نُورِ توحید سے تثلیث کی ظلمت بھاگی
سفرِ یورپ سے وطن نیّرِ رخشاں آئے

دید تیری کے تھے مشتاق سبھی اہلِ چمن
لالہ و گُل کو لئے سُنبل و ریحاں آئے

سرو ایستادہ لبِ جُو ہیں سلامی کے لیے
شور ہر سمت اُٹھا سرو خراماں آئے

جگمگا اُٹھے ہیں دیوار و در و بام تمام
آئے پروانے! جہاں شمع فروزاں آئے

دین کی تکمیلِ اشاعت کا زمانہ آیا
ہاتھ اب دین کے ابلاغ کے ساماں آئے

ہے بصارت کو بصیرت کی ضرورت لازم
محض باتوں سے نہ اُس ذات پہ ایماں آئے

قتل دجّال کا ہے معرکہ رَن میں راشد
دُھوم گلشن میں ہے ایام بہاراں آئے

عنایت اللہ راشد
سمن آباد لاہور

نرالی وضع ہے ان کی زمانے سے نرالے ہیں

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورہ کے قافلہ میں محترم چوہدری انور حسین صاحب امیر ضلع شیخوپورہ بھی تھے۔ ذیل میں محترم موصوف کے وہ تأثرات دیئے جا رہے ہیں جو اس دورہ کے متعلق آپ نے مدیر خالد کو بتائے:

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ مقدس سفر مذہبی تاریخ میں طویل ترین سفر تھا جو اشاعتِ اسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور قرآن کریم کی صداقت کے لیے اختیار کیا گیا۔ چار ماہ کے اس سفر میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے جو نشانات اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی جو پیشگوئیاں پوری ہوتی ہوئیں دیکھیں ان سب کا تذکرہ ایک طویل روئیداد ہے۔ آغازِ سفر سے ہی یہ محسوس ہوتا رہا کہ ہر گام پر فرشتے ہیں ساتھ ساتھ، چنانچہ لاہور سے جب ہوائی جہاز کے ذریعہ کراچی جا رہے تھے تو ایک ناواقف بزرگ میرے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضور کو دیکھ کر انہوں نے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے بتایا "امام جماعت احمدیہ" باوجود اس کے کہ ان کا جماعت سے کوئی تعلق نہ تھا انہوں نے اپنے بچوں کو بلایا اور کہا۔ جاؤ اور انہیں السلام علیکم کہو اور پیار لو — بچے ہچکچائے، شرمائے۔ مگر باپ نے مجبور کیا چنانچہ بچے حضور کی طرف چلے گئے۔ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے جو ساری صورت حال کو دیکھ رہے تھے فوراً حضور کی خدمت میں عرض کی۔ جس پر حضور نے ان بچوں کو بلایا اور السلام علیکم کے بعد پیار کیا۔ اس پر ان کے باپ کی حالت دیدنی تھی وہ بیحد خوش تھے اور غیر معمولی طور پر وہ مطمئن نظر آ رہے تھے۔ گویا انہیں حقیقی سکون میسر آ گیا ہو۔

لاہور سے کراچی تک کے اسی سفر کے دوران حکومت پاکستان کے ایک بڑے اہم شعبہ کے سربراہ جو کہ قائمقام صدرِ پاکستان بھی رہ چکے ہیں ہمارے ہمسفر تھے۔ جب کراچی پہنچ کر سواریاں اترنے کی تیاری میں تھیں تو میری نظر ان پر پڑی، مجھے فوراً خیال آیا کہ ان کا حضرت صاحب سے آمنا سامنا ضرور ہوگا۔ دیکھتے ہیں ان کا کیا ردِ عمل ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ صاحب اپنی

جگہ سے اُٹھے اور باہر جانے لگے تو حضرت صاحب سے آنکھیں چار ہو گئیں۔ بڑے ہی پیار اور ادب سے بولے ۔" السلام علیکم سر!" ـــــ یہ الفاظ ایسی بے بسی اور بے ساختگی سے ان کی زبان سے نکلے کہ میرا دل حمد و شکر کے جذبات سے بھر گیا۔

سفر میں، حضر میں، مجالس میں، اجتماعات میں۔ پریس کانفرنسوں میں، اہلِ یورپ سے ملاقاتوں میں، مختلف استقبالیوں میں اور جلسہ استقبالوں میں ایک چیز بڑی نمایاں تھی اور وہ یہ کہ جو شخص بھی حضور کو دیکھتا وہ فوراً ہی آپ کی طرف متوجہ ہو جاتا، جذب اور مقبولیت کی عجیب کیفیت نظر آتی اور یوں محسوس ہوتا گویا وہ کہہ رہا ہو ؎

نرالی وضع ہے ان کی زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کونسی بستی کے یا رب رہنے والے ہیں

حضور پریس کانفرنس میں تشریف لے جاتے تو پریس نمائندگان پر عموماً پہلا اثر یہی ہوتا کو دیکھتے ہی ان پر تھوڑی دیر کے لیے سکتہ طاری ہو جاتا اور وہ دیکھتے ہی رہ جاتے ؎

کیا دیکھتے وہ ان کو مگر دیکھتے رہے!

حضور پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں کو سوال کرنے کو کہتے پھر آپ ان کا جواب دیتے اور قرآن کریم کی صحیح تعلیم ان کے سامنے پیش کرتے جس کے نتیجہ میں انہیں یہ بات سمجھ آجاتی کہ یہ جو اسلام پیش کرتے ہیں اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعی صداقتوں پر مشتمل ہے اور ہمارے لیے قابلِ فکر اور قابلِ توجہ ہے۔

فرینکفورٹ کی پریس کانفرنس میں حضور نے قبولیت دُعا کے متعلق بتایا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ یہ خبر اگلے روز اخبارات میں شائع ہوئی اور اسی روز ایک خاتون مسجد آگئیں اور کہنے لگیں میں نے حضور سے دعا کروانی ہے۔ حضور کو اطلاع دی گئی تو حضور نے ازراہِ شفقت ملاقات فرمائی اور پاکستان سے سچی بوٹی منگوا کر استعمال کرنے کا ارشاد فرمایا اس پر وہ اتنی متاثر ہوئیں کہ انہوں نے ایک بڑی رقم مسجد کو بطور چندہ دیا مگر ہمارے مبلغ نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ اصرار کرنے لگیں، حتیٰ کہ گریہ و زاری شروع کر دی اور روتے روتے کہا۔ میں یہ رقم ضرور دیکر جاؤں گی خواہ کہیں رکھیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ عورت اللہ کے فضل سے رُو بصحت ہے۔

فرینکفورٹ میں دیئے گئے استقبالیہ میں پروفیسر ڈاکٹر، مذہبی راہنما اور بعض دوسرے معززین شہر مدعو تھے۔ یہ لوگ سارا وقت بڑی دلچسپی اور توجہ سے حضور کی باتیں سنتے رہے اور آخر میں ایک بہت بڑے پادری صاحب نے تو برملا اظہار کرتے ہوئے کہا:-

" میں نے تو ایسا نورانی چہرہ کبھی نہیں دیکھا۔"

پھر لنڈن میں بھی ایک بہت بڑی پریس کانفرنس ہوئی جسے تاریخی پریس کانفرنس کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ اس میں

اخباری نمائندے حضور کے وجود باجود سے اسقدر متأثر ہوئے کہ ان میں سے بعض کی زبانوں سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے :-

"یہ کوئی معمولی انسان نہیں عظیم راہنما ہیں"

حضور دوران سفر شہروں میں بہت کم تشریف لے جاتے، البتہ کبھی کبھار تھوڑا سا وقت نکال کر قدرتی مناظر دیکھنے تشریف لیجاتے اور ان مناظر کو دیکھ کر فرماتے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

ایک دوست نے بڑی بے تکلفی سے حضور سے دریافت کیا کہ حضور بہترین نظارے کس ملک میں دیکھنے میں آئے۔ فرمانے لگے :

"ہر نظارہ ہی اپنی شان میں منفرد ہے"

ع جس طرف دیکھیں وہی راہ ہے تیرے دیدار کا

حضور مزید فرماتے :

"کثرتِ شان دلیلِ وحدتِ او"

ایک طرف تو ہم ان نظاروں میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور دیکھتے اور ساتھ ہی اسی وقت خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر کو ان مناظر میں زیادہ روشن اور زیادہ پُر نور محسوس کرتے۔

اس سفر میں یہ بھی محسوس ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت کا نقش حضور کے دل و دماغ پر ہر وقت مستحضر رہتا ہے۔ آپ ہر ممکن طور پر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے اور یہی بات ملاقات کرنے والے ہر شخص کے لیے ایک سکون اور اطمینان کا باعث بنتی۔ اسی وجہ سے یورپ کے ہر ملک کے پریس نمائندگان کا یہی تأثر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص مقبول بندہ ان کے درمیان موجود ہے۔

افریقہ کے سفر میں لوگوں کی جو کیفیت دیکھی وہ عجیب ہی نظارہ پیش کرتی ہے۔ یہاں بڑے بڑے سیکرٹری، کمشنر اور بڑے بڑے زمیندار شدید خواہش کا اظہار کرتے کہ انہیں حضور ایدہ اللہ کی کار ڈرائیو کرنے کا موقع میسر آئے۔ ایک کمشنر مجھے بڑے شکوے سے کہنے لگے کہ امیر صاحب مجھے حضرت صاحب کی کار ڈرائیو کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

یہاں پر جماعت کی جو شان دیکھی اور جس فدائیت اور جاں نثاری کا انہوں نے مظاہرہ کیا وہ ناقابلِ فراموش ہی نہیں ناقابلِ بیان بھی ہے۔

حضور کسی مسجد، کسی سکول یا کسی ہسپتال کا افتتاح یا سنگِ بنیاد رکھنے دو دو تین تین سو میل کے فاصلے پر تشریف لے جاتے تو سارا سارا راستہ کلمہ طیبہ کا ورد کرنے والے عشاق سے اٹا پڑا ہوتا یہ لوگ اس خوشی، عقیدت، محبت اور فدائیت سے استقبال کرتے گویا انہیں زندگی کی سب سے بڑی نعمت مل گئی ہو۔

غانا میں ایک گمنام بستی کے رہنے والے کی پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا جسے خدا نے کہا تھا کہ :

"مَیں تجھے برکت پہ برکت دوں گا حتّٰی کہ

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے۔"

صدرِ غانا کا خود یہ استدعا کرنا کہ مجھے بھی ملیں پھر غانا سے رُخصت ہونے سے پہلے ان کا خاص طور پر یہ پیغام بھیجنا کہ جاتے ہوئے بھی مجھے مل کر جائیں اس پیشگوئی کا واضح ثبوت ہے۔ اسی طرح یہاں کے پیراماؤنٹ چیفس حضور کی کار کا دروازہ کھولنے کو سعادت سمجھتے اور اس پر فخر محسوس کرتے۔ خدا کی قدرت اور رحمت کے یہ نشان اتنی بڑی شان کے مظہر تھے کہ انہیں دیکھ کر انسان کا دل خوشی سے بھر آتا ہے۔

مسجد سپین کے سنگِ بنیاد کا نظارہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کا مظہر تھا۔ اس موقعہ پر ایک روز قبل حضور نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرونگا اور کسی سے ملاقات نہ کرونگا پھر دوسرے دن ان دعاؤں کا اثر ظاہر ہوا۔ شہد کی مکھیوں کی طرح لوگ وہاں جمع ہونے شروع ہوئے اور باوجود اس کے کہ وہ عیسائی تھے اور ان کی آبادی میں توحید کا مرکز قائم ہو رہا تھا۔ وہ خوش تھے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر برکتیں حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

سفر میں، حضر میں حضور ایدہ اللہ ہم خادموں کی سہولت اور آرام کو اوّلیت دیتے۔ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ ہی محبّت اور پیار فرماتے جس کی وجہ سے ہر خادم ہی یہ محسوس کرتا کہ حضور مجھ پر ہی سب سے زیادہ شفیق ہیں۔

مَیں نے بہت سفر کیے، رشتہ داروں کے ساتھ بھی، دوستوں کے ساتھ بھی، بزرگوں کے ساتھ بھی، مگر آج تک وہ سکون، اطمینان اور آرام جو حضور کے ساتھ حضور کی شفقتِ خاص اور توجہ سے اس سفر میں میسّر آیا اس سے پہلے کبھی نصیب نہیں ہوا ؎

آغوشِ والدین بھی مجھ کو نہ دے سکی
ایسا سکون جیسا کہ تیرے حضور تھا

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ایسا سرور ہمیشہ ہی حاصل ہوتا رہے۔ آمین ؛

مقابلہ مضمون نویسی خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۸۱-۱۹۸۰ء

عنوان :- غزوہ تبوک و جنگ موتہ

حجم :- دس ھزار (۱۰۰۰۰) الفاظ

نقد انعامات

اوّل :- -/700 روپے

دوم :- -/500 روپے

سوم :- -/300 روپے

آخری تاریخ :- ۳۱ جولائی ۱۹۸۱ء

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

مطالعہ کتب

خدام ماہ فروری میں کتاب "سبز اشتہار" بانی سلسلہ احمدیہ کا مطالعہ کریں۔ یہ کتاب مرکز سے مل سکتی ہے۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

"وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا"

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ

محترم مدیر صاحب "خالد" کی طرف سے فرمائش کی گئی ہے کہ "خالد" کے لیے پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے الفاظ "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا" پر کچھ لکھوں۔

ان کا فرمان اپنی جگہ پر بسر و چشم۔ مگر ان کا فرمان مجھے ایسے وقت ملا جب کہ میں ابھی تک جلسہ کے مقیم مہمانوں کی وجہ سے بہت مصروف ہوں۔ نہ صرف یہی بلکہ میں ان دنوں غیر معمولی طور پر مختلف عوارض سے بھی دوچار ہوں۔

میرے ایسے کمزور انسان کے لیے ضروری ہے کہ ذہنی تیاری کے لیے اسے کم از کم ہفتہ دس دن ضرور ملنے چاہئیں اس وقت تو صرف اسی قدر ہو سکتا ہے کہ میں مدیر محترم کے کمال حسن ظن کو مدِنظر رکھتے ہوئے ان کی حسین خواہش کے احترام میں کچھ کہنے کی ضرور کوشش کروں۔

اس پیشگوئی کی اہمیت کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لیے ظاہر فرمایا۔"

چنانچہ یہ پیشگوئی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کی حقیقت کے انتہائی تابندہ نشان کی حیثیت سے غیر معمولی عظمت و وسعت کی حامل ہے۔ اس پیشگوئی کی عظمت و اہمیت اور اس کی وسعت اس کے عظیم الشان مقاصد اور اس کے عظیم نتائج سے بھی عیاں ہے۔

زیر نظر "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا" بلاشبہ تشریح اور تفصیل چاہتا ہے اور اس بات کا بھی متقاضی ہے کہ اس الہام اور بشارت کو مع ثبوت و شواہد ان سطور میں سامنے لایا جائے کہ وہ الہام اور وہ بشارت کس طرح

اور کیونکر پوری ہوئی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت فضل عمر کی بظاہر کوئی تعلیم نہ تھی۔ یعنی باقاعدہ طور پر کسی سکول یا کالج کے ڈگری یافتہ نہ تھے۔ ان معنوں میں حضرت مصلح موعود تو پرائمری مڈل پاس بھی نہ تھے، لیکن! آپ کیا اُردو کیا عربی کیا انگلش کیا فارسی سب پر ہی خاص عبور رکھتے۔ عربی اور اردو میں تو آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔

علوم دینیہ پر آپ کو اتنا غیر معمولی ٹھوس اور عدیم المثال عبور حاصل تھا کہ بڑے سے بڑا جید عالم بھی آپکے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا۔ اور بڑے سے بڑا مخالف جو آپ سے ملاقات کے لیے آتا بیساختہ کہہ اُٹھتا کہ یہ بات ماننے سے رہی کہ آپ نے باقاعدہ طور پر کسی قسم کی تعلیم حاصل نہیں کی یعنی سکول و کالج کی طرف ان کا اشارہ ہوتا۔

سیدنا مصلح موعود کے باون سالہ عہد۔۔۔ کا ایک ایک لمحہ آپ کے فہم و فراست آپ کی ذہانت کا خود گواہ ہے۔ آپ کی متعدد تخلیقات آپ کی ذہانت کی دلیل ہیں۔ اور سب سے بڑھکر قرآن کریم۔ اُم الکتاب کی تفسیر صغیر پر غور کیجئے۔ آپ کی تقاریر جو گھنٹوں جاری رہتیں اور وہ اسقدر دلچسپ اور ورسٹائل ہوتیں کہ گھنٹوں اسی کیفیت میں بیٹھے رہنے سے بھی سامعین اکتاتے تھے نہ ہی تھکتے بلکہ سامعین کی یہ خواہش اور زیادہ بڑھتی کہ حضور اپنا یہ سلسلہ کلام اسی طرح جاری رکھیں۔ اور آپ کی ان تقاریر میں اس قدر ٹھوس دلائل اور حوالجات ہوتے کہ بڑے بڑے ڈگری یافتہ آپ کے سامنے گنگ ہوجاتے۔

کوئی بات ہونی یا انہونی۔ ابھی پردہ غیب میں ہوتی، لیکن آپ کا دماغ اور آپ کی ذہانت اس کو وقوع پذیر ہونے سے قبل بھانپ لیتی۔ آپ اس کے لیے تدابیر اختیار کرنا شروع کر دیتے۔

پارٹیشن کے وقت کس طرح آپ پوری جماعت کی نگرانی کرتے ہوئے اسے پاکستان لائے۔ اور پھر اس کے مستقبل کے لیے کس طریق کار سے انہیں منظم کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کی شیرازہ بندی کی۔

سلسلہ تبلیغ اسلام کی اشاعت کو ان نامساعد حالات میں جس طور پر اس کو جاری رکھا جماعت اور

سلسلہ عالیہ کے تمام حساس احباب خوب جانتے ہیں۔

اسلام کی نشرو اشاعت کی ترقی کے لیے جو با لفاظ دیگر خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو چار دانگِ عالم میں بلند کرنے اور قرآن کریم کی عظمت کا سکہ تمام دنیا پر بٹھانے کے لیے جو ذرائع اور سکیمیں وجود میں لائی گئیں یہ کسی حسین تر ذہین و فہیم دماغ کی روشن دلیل ہیں۔

مختلف بڑی بڑی اہم تحریکات بمعہ جوبلی فنڈ، مساجد کی تعمیر۔ قرآن کریم کی مختلف زبانوں میں نشرو اشاعت اس زندہ کتاب کی درس و تدریس اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا اجراء یہ تمام کی تمام آپ کے فہم و فراست آپ کے غیر معمولی ذہانت پر دال ہے۔ اور ربوہ کی آبادی بذاتِ خود "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا" کی زندہ اور جیتی جاگتی تصویر ہے۔

آپ کے ذہین و فہیم ہونے کا اندازہ اس امر سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے مطالعہ کرنے کی رفتار بہت تیز تھی۔ ضخیم سے ضخیم کتاب بھی دیکھتے دیکھتے پڑھ ڈالتے اور اس کا نفس مضمون بھی پوری طرح سمجھ رہے ہوتے۔ مثلاً ۱۹۵۳ء کے فسادات کی رپورٹ بزبان انگریزی حضور کو موصول ہوئی تو حضور نے دو۲ گھنٹوں کی ایک ہی نشست میں اس کا مطالعہ فرمالیا اور دوران مطالعہ پاس بیٹھے ہوئے احباب کو پیراگراف کا خلاصہ بھی بتاتے جاتے۔ اس پر سب آپ کی طرف دیکھتے اور حیران ہوتے۔

رمضان المبارک شروع ہوتا تو بعض دفعہ آپ مجھ سے فرماتے:

آؤ مقابلہ کریں کہ کون اس دفعہ قرآن کریم زیادہ پڑھتا ہے۔ اس پر میں ہنس دیتی کہ حضور آپ سے ہمارا کیا مقابلہ ؛ چنانچہ میں تو بمشکل دو یا تین مرتبہ قرآن کریم ختم کر پاتی اور حضور کم از کم دس مرتبہ ختم کر لیتے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب کہ آپ بیمار تھے اور صحت کی حالت میں تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ کر لیتے تھے۔ بس زیادہ سے زیادہ تین دنوں میں قرآن مجید ختم ہو جاتا اور ہم لوگ حیران رہ جاتے۔

اسی طرح آپ جب تفسیر کبیر کا کام کر رہے تھے تو اتنی تیزی سے عبارت لکھواتے کہ لکھنے والوں کے لیے ایک مسئلہ بن جاتا۔ پھر تیزی ہی نہیں بلکہ کئی کئی گھنٹوں تک مسلسل لکھواتے ہی چلے جاتے۔ اگر کوئی لکھنے والا تھک جاتا تو دوسرے سے لکھوانے لگتے اور بسا اوقات خود بھی لکھنا شروع کر دیتے۔

آپ کی ذہانت سے متعلق ایک اور واقعہ یاد آتا ہے کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں آپ لنگر خانہ کے معائنہ کے لیے تشریف لے جاتے تو سٹور کیپر سے اجناس خوردنی کا حساب پوچھتے۔ ہم نے آپ کو وہاں بھی دیکھا اور یہ دیکھ کر حیران ہوتے کہ آپ کے سوال کا جواب دینے کے لیے سٹور کیپرز تیاری ہی کر رہے ہوتے اور آپ انگلیوں پر سارا حساب کر کے انہیں بتا دیتے اور مزے کی بات یہ کہ وہ حساب سو فیصد درست ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی آپ جیسا نور بصیرت اور نور فراست عطا ہو اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ۔

یادِ محمود

(چوہدری عبدالسلام اختر مرحوم)

اس دہر کا ہر پیر و جواں یاد کرے گا
اے فضلِ عمرؓ تجھ کو جہاں یاد کرے گا

پائے گا وہ خود اپنی زباں میں بھی لطافت
جو بھی تیرا اندازِ بیاں یاد کرے گا

اے صاحبِ اعجازِ قلم! تجھکو یہ عالم
جب تک ہے لہو دل میں رواں یاد کریگا

ہر اہلِ سخن - اہلِ نظر - اہلِ تفکّر
حسنِ نظر و فکرِ بیاں یاد کرے گا

اے کوہِ وقار! عظمتِ انسان کے پیکر!
عظمت کو تری کوہِ گراں یاد کرے گا

القصّہ تیرے فیض، ترے جود و کرم کو
جو شخص جہاں ہو گا وہاں یاد کرے گا

حضرت مصلح موعود

اور میرے تأثرات

—— صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے قلم سے ——

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ والد ماجد حضرت سیدنا فضل عمر اللہ آپ سے راضی ہو کی سیرۃ طیبہ مجھے ہوش کی عمر میں تیرہ چودہ سال بالکل قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ کی سیرۃ کے ہر درخشندہ پہلو پر یہ مصرع صادق آتا ہے ؎

کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

۱
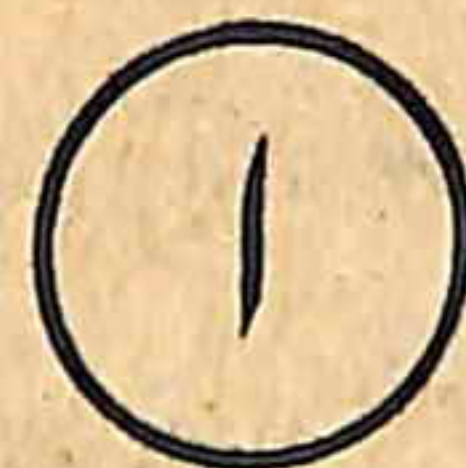
تقسیم برِصغیر ۱۹۴۷ء میں پہلے ممکن الوقوع اور پھر قریب الوقوع تھی۔ بعد ازاں یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا۔

چنانچہ حضور دیکھ رہے تھے کہ برصغیر کی آزادی کو قریب پا کر کس طرح اہالیانِ ملک کے مختلف گروہ، اہل مذاہب اور اقوام مشتعل ہو کر ایک دوسرے کے خلاف منصوبہ بند ہو رہے ہیں اور جارحیت اختیار کر رہے ہیں۔ آپ یہ احساس رکھتے تھے کہ اس ردّ و بدل کے نتیجہ میں عصمتوں کی بے حُرمتی، اموال و املاک کی غارتگری اور نفوس حتیٰ کہ معصوم بچوں تک کا اہلاک ایک معمولی بات ہوتی ہے اور حکومتی انتظام و انصرام کا کوئی جزو عملاً باقی نہیں رہ پاتا۔ ایسی تہلکہ خیزیاں گُل کھِلا رہی تھیں، اس وقت حضور نے ایک خطبہ میں یہ بیان فرمایا تھا کہ مستقبل کے متعلق مجھے جو کچھ معلوم ہے مَیں اس کو اپنے ذمہ دار ساتھیوں تک سے مخفی رکھتا ہوں اور سارے درد کو اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ اگر مَیں اس کا ایک ذرا سا حصّہ ظاہر کر دوں تو آپ میں سے کتنے ہی لوگوں کے دِل فیل ہو جائیں گے۔

۹ بار رمضان المبارک (۱۷ اگست) کو آپ اپنے سابق معمول کے مطابق دُعائے ختم درس القرآن کے موقعہ پر اجتماعی دُعا کرانے تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپ کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اس وقت دعا کروائی۔

یہ وہ تاریخی دن تھا کہ جب نماز مغرب سے تھوڑی دیر پہلے سر ریڈ کلف نے آل انڈیا ریڈیو سے اپنے ایوارڈ کا اعلان کیا جس کی رُو سے ماسوا ایک تحصیل کے بقیہ سارا ضلع گورداسپور جس میں قادیان بھی شامل تھا ہندوستان میں آگیا۔

میری والدہ ماجدہ کی رہائش ---- کے اس مسقف چوبارہ میں تھی جو مسقف مسجد مبارک سے ملحق جانب شمال ہے۔ اندرونِ ---- سے حضرت والدہ ماجدہ والے حصہ میں اس روز کئی بار جاتے ہوئے بیت الدعاء کے مغربی دروازہ سے جو کھلا تھا (اب چند سال سے بند کر دیا گیا ہے) میری نظر اندر جاتی تھی اور میں دیکھتا تھا کہ حضرت والد صاحب بیت الدعاء میں لیٹے ہوئے نہایت کرب واضطراب اور تضرع وابتہال سے آستانۂ الٰہی پر دعاؤں میں مصروف ہیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی جاری ہے۔ یہ حالت کئی گھنٹے تک جاری رہی۔ کیا ہی بے مثال درد تھا؟ بہی خواہی تھی!!

حضور چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح الوالعزم اور مردِ آہن تھے، آپ ہرگز پژمردہ، درماندہ اور شکست خوردہ نہیں ہوئے اور مرکزِ قادیان اور سلسلہ احمدیہ کے لیے جو کچھ ضروری تھا، تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے باحسن طریق اور نہایت کامیابی و کامرانی سے سرانجام دیا۔

۲

حضرت مصلح موعود کی غرض وغایتِ زندگی آپ کی ولادت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعیّن ہو چکی تھی کہ اشاعتِ اسلام ہے اور اس کے فضل سے عہدِ طفلی سے یہ جذبہ آپ کے قلبِ صافی میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عہدِ مبارک میں ہی اشاعتِ اسلام کے لیے نوجوانوں کو تیار کرنے کے لیے آپ نے انجمن بنام تشحیذ الاذھان قائم کی اور پھر اسی نام کا ایک رسالہ بھی جاری فرمایا جس کو جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ (بعدہٗ سربراہ غیر مبایعین) نے نہایت قابلِ قدر اور صداقتِ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک بیّن دلیل قرار دیا۔ آپ نے ایک نوجوان کو جامعۃ ازہر مصر میں خلافتِ اولیٰ کے دوران عربی تعلیم دلوانے کا اہتمام فرمایا۔

آپ کے اپنی خلافت کے دوران متعدد بار تحریک وقفِ زندگی کرنے پر بہت سے جوانوں نے زندگیاں پیش کیں اور قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں ۱۹۳۴ء میں جب ایک بھاری کوشش جماعت احمدیہ پر قافیۂ حیات تنگ کرنے کی کی گئی۔ اس وقت کی تحریکِ وقف پر حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز جیسے سربکف مجاہد نے زندگی وقف کی اور سنگاپور کی جماعت آپ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ میدانِ تبلیغ میں ہی اس سرفروش نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔

حضور واقفین زندگی سے اپنی اولاد جیسا پیار کرتے تھے۔ آپ نے ایسے طریقے اپنائے کہ ان واقفین کے ایک ایک لمحہ کی نگرانی ہو سکے اور وہ قضائی اور

انتظامی اور علمی اور اخلاقی اور روحانی طور پر باحسن طریق تربیت پائیں۔ چنانچہ یہ افراد نتیجۃً جفاکش، مجاہدہ کرنے والے، بیدار مغز، معاملہ فہم اور منتظم ثابت ہوئے۔ مشاورت میں ان کو شامل کیا۔ ان میں سے بعض کے سپرد بعض اُمور مشاورت میں پیش کرنے کے لیے گئے۔ ان میں خود اعتمادی خودداری، کفایت شعاری، توکل اور سلسلہ سے وفا شعاری کے اوصاف حمیدہ اُجاگر کیئے۔

اکرموا اولادکم کے مطابق آپ ان کا اکرام نہ صرف خود کرتے تھے بلکہ دوسروں سے بھی کرواتے تھے۔ ایک واقفِ زندگی کے رشتہ کی تحریک آپ نے لاہور کے ایک معزز احمدی گھرانے میں کی، لیکن اس اس خاندان نے غالباً ظاہری غربت کے مدِّ نظر یہ تحریک قبول نہ کی۔ اس بے قدری کا ثمرہ اس خاندان کو یہ ملا کہ اس بچی کا رشتہ جہاں ہوا، قائم نہ رہ سکا اور اس جوڑے میں علیحدگی ہو گئی۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے یہ جلوہ بھی دکھایا کہ ایک بزرگ جو گزیٹڈ آفیسر رہے تھے اور بعد میں مرکز میں ایک معزز عہدہ پر سرفراز رہے۔ انہوں نے اس نوجوان کے بارے میں تحریک کو قبول کیا۔ ان کی ازدواجی زندگی بہت مبارک ثابت ہوئی۔ اس نوجوان کو اب تک خدمتِ سلسلہ کی توفیق مل رہی ہے۔ اور اس جوڑہ کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا۔

۳

حضرت مصلح موعود کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ آپ بااُصول تھے اور آپ کا تول اور ماپ کا پیمانہ اپنوں اور دوسروں کے لیے ایک تھا۔ اس بارہ میں ایک واقعہ بیان کر دینا مناسب ہے۔ ایک دفعہ محترم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے موسم گرما میں ڈلہوزی میں مقیم تھے۔ حضور بھی وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے حضور سے ذکر کیا کہ مَیں محترم مولوی محمد علی صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر آپ ان سے اس لیے ملاقات کرنا چاہتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کے قدیم کے زمانہ میں وہ جماعت سے وابستہ تھے اور قدیمی تعلق رکھتے ہیں تو اس طور پر ملاقات کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر آپ کا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے اور اُن کے مابین جو مسائل متنازعہ فیہ ہیں، اس میں بحث کرنے کے لیے آپ انکو آمادہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ہرگز روا نہیں۔ کیونکہ ان کے ہم مرتبہ لوگ حضرت مولوی شیر علی صاحب جیسے ہیں۔ وہ ان سے ایسی بات کر سکتے ہیں۔ البتہ آپ بعد کی نسل کے افراد سے ایسا مطالبہ کریں تو اسمیں کوئی قباحت نہیں۔

۴

حضور کی غذا نہایت سادہ تھی اور بہت قلیل مقدار میں ہوتی تھی۔ اس کے مقابل جو انتہائی محنت والی، مختلف النوع کاموں سے معمور زندگی پر ہم نظر ڈالیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ خاص تائید و نصرت الٰہی ہر آن آپ کے شاملِ حال رہتی تھی جو یہ کام انجام پاتے رہے۔ میری والدہ ماجدہ کے گھر میں جب کبھی باری ہوتی

تھی تو مَیں نے دیکھا ہے کہ رات گئے تک حضور ڈاک دیکھنے یا مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ نماز تہجّد اور نماز فجر ادا کر کے کسی قدر آرام فرمانے کے بعد آپ پھر دینی کاموں میں مشغول ہو جاتے۔ آپ کی نیند بہت مختصر ہوتی تھی۔

۵

آپ نے اپنی طرف سے اپنی ساری اولاد کو خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیا اور بچپن سے ان کی تربیت اسی نقطۂ نگاہ سے کی۔ سادہ زندگی گذارنے، خوب محنت ومشقّت کرنے، کھیلوں میں تیراکی، گھوڑسواری اور نشانہ بازی کی ٹریننگ خاندانی روایات کے مطابق قریباً سب بچّوں کو دلوائی۔

۶

اپنی بیٹیوں سے آپ کا سلوک بے حد پیار و محبّت اور شفقت کا رہا۔ جو درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے عین مطابق تھا۔

۷

اکرامِ ضیف کی تربیت بھی بچپن سے ہم سب کو ملتی رہی۔ دارالمسیح بالخصوص جلسہ سالانہ کے ایام میں مہمانوں سے پوری طرح بھرا رہتا تھا۔ گھر میں ہماری ساری مائیں اور ساری بہنیں جلسہ سالانہ کی کسی نہ کسی ڈیوٹی پر متعیّن ہوتیں۔ مہمانوں کی دلداری۔ ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھنا، اس طرف ہمیں بار بار توجہ دلاتے رہتے۔

۸

مجھے شادی کے لیے صرف دو ہفتہ کا ویزا ملا۔ جب میں دہلی سے ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو لاہور ہوائی اڈّہ پر پہنچا ہوں تو میری مسرت کی انتہا نہ رہی جب مَیں نے دیکھا کہ اس احقر کی خاطر حضور ربوہ سے لاہور تشریف لائے ہیں۔ آپ نے میرا استقبال کیا۔ گلے لگایا۔ آپ میری والدہ محترمہ اور میرے چھوٹے بھائی مرزا نعیم احمد صاحب کو بھی ساتھ لائے تھے۔ آپ نے ہمیں کار پر اسی روز ربوہ بھجوا دیا۔ یہ اکرموا اولادکم کے ارشادِ نبویؐ کی تعمیل تھی۔

۹

روانگی کے وقت آپ نے مجھے ایک خاص اور نہایت اہم امر کی طرف متوجہ فرمایا۔ وہ یہ کہ حضرت اماں جانؓ کی وفات ماہ اپریل ۱۹۵۲ء میں ہوئی تھی اور آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون تھیں۔ حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ربوہ پہنچ کر پہلے بہشتی مقبرہ جانا حضرت اماں جانؓ کے مزار مبارک پر دعا کرنا۔ اس کے بعد گھر جانا۔

اس واقعہ سے جہاں حضرت اماں جان سے آپ کی بے پایاں محبت کا اظہار ہوتا ہے وہاں اولاد کی اس نوعیت سے تربیت کرنے پر بھی روشنی پڑتی ہے

کہ اپنے بزرگوں کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کرنا کتنا ضروری امر ہے۔ اس سے درحقیقت اس جذبۂ شکر گذاری اور احسان مندی کا اظہار ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ ایک مومن بندے سے اپنے بزرگ اجداد و امہات کے لیے دعائیں کرنے کی شکل میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔

۱۰

چونکہ مجھے باقی سارے خاندان سے کٹ کر ...... میں قیام کرنا تھا اور خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ اور بالخصوص اولاد حضرت فضل عمر کی نمائندگی کرنا تھی اس لیے حضور نے ہمیشہ ہی مجھے اپنے بہت ہی محبت بھرے اور ناصحانہ خطوط سے نوازا۔

مجھے حضور کا یہ تحریر فرمانا کبھی بھی نہیں بھولتا اور ہمیشہ میرے ذہن میں مستحضر رہتا ہے کہ تم ہمیشہ شکر کرتے رہو کہ تمہیں قادیان میں قیام کی توفیق و سعادت ملی ہے۔

خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ مَیں اپنے مولیٰ کریم کے اس احسان پر کماحقہٗ شکر ادا کر سکوں اور مولیٰ کریم میری رفیقۂ حیات اور میری اولاد کو بھی اس کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین ؟

٭٭ اللہ تعالیٰ آپ کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور آپ کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

الوداع

مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۸۰ء کو سرائے خدمت میں انصار اللہ میں داخل ہونے والے مہتممین مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب اور محترم حمید احمد خالد صاحب کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا گیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف ۱۹۷۰ء سے شعبہ خدمتِ خلق اور شعبہ مجالس بیرون سے منسلک رہے۔ بالخصوص خدمت خلق کے شعبہ میں آپ نے نہایت قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔

محترم حمید احمد صاحب خالد ۱۹۶۹ء میں مہتمم وقارِ عمل کی حیثیت سے مجلس مرکزیہ میں شامل کئے گئے اور اسکے بعد مجالس بیرون، تجنید اور خدمت خلق کے شعبوں میں قابلِ تحسین مساعی کا مظاہرہ کیا۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ کی اضافی، فوری اور ہنگامی خدمات بڑے خلوص سے سرانجام دیتے رہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ہر دو خدام احمدیت کو بیش از پیش بے لوث اور پُر خلوص خدمات سلسلہ کی توفیق دے۔ آمین۔

۲۔ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء کو مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے مبشر اسلام محترم سید میر محمود احمد صاحب مبلغ انچارج ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب منعقد کی گئی یہ تقریب صبح دس بجے سرائے خدمت میں اس موقعہ پر ہوئی جبکہ محترم میر صاحب ۱½ ماہ کی رخصت مرکزِ سلسلہ میں گزار کر واپس میدان تبلیغ میں تشریف لیجانے والے تھے۔

مجلس عاملہ نے محترم میر صاحب کے لیے دعا کی کہ ٭٭

غزل

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص شاعر جناب چوہدری فیض عالم خان چنگوی ۱۳ دسمبر ۱۹۸۰ء کو کراچی میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم ساری عمر بڑے اخلاص کیساتھ خدماتِ سلسلہ بجا لاتے رہے۔ آپ ایک عرصہ تک "المصلح" کے اعزازی ایڈیٹر کی حیثیت سے خدمت سرانجام دیتے رہے۔ ذیل میں آپ کی وہ غزل شائع کی جا رہی جو آپ نے وفات سے چند روز قبل ادارہ خالد کو ارسال فرمائی۔ (ادارہ)

کامراں ہرچند یا ناکام ہونا چاہیئے!
امتحاں کا کچھ نہ کچھ انجام ہونا چاہیئے

ہر قدم پر زندگی آرام کی طالب ہے گو
وقت ہو جب کام کا تو کام ہونا چاہیئے

ہے عمل ہیں کامیابی، کوہکن سے پوچھیئے!
مرد کو ہرگز نہ گُل اندام ہونا چاہیئے

اُنکی خوشنودی ہے گر مقصود تو اے زاہدو
پھر عمل بھی بے ریا بے دام ہونا چاہیئے

تہمتیں سب عشق پر نہ تھوپیئے ناصح حضور
حُسن والوں پر بھی کچھ الزام ہونا چاہیئے

زندگانی ہیں ہے اصل زندگی عہدِ شباب
کچھ نہ کچھ تو زے بُتِ گلفام ہونا چاہیئے

کامرانی عشق کی ہے "شرطِ رسوائی" تو پھر
فیض ہمکو کُو بکُو بدنام ہونا چاہیئے

(فیض چنگوی)

"ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے"

(مولانا دوست محمدؐ صاحب شاہد مؤرخ احمدیت)

جناب الٰہی کی طرف سے حضرت سیدنا محمود اللہ آپ سے راضی ہو کی عظیم تاریخ ساز شخصیت کی ۵۲ الہامی صفات بتائی گئی تھیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ یہ مبارک وجود الہام و کلام سے مشرّف ہوگا چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا:

"ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے"

حضور انور نوّر اللہ مرقدہٗ کی زندگی خدا کے بے شمار نشانوں سے لبریز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قبل از وقت بے شمار غیبی خبروں کا انکشاف فرمایا۔ اور یہ خبریں خارق عادت رنگ میں پوری ہوئیں جیسا کہ حضور کے کشوف و الہامات پر مشتمل ایک مختصر مجموعہ "المبشّرات" کے سرسری مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ مجموعہ حضور کے ارشادِ مبارک پر ناچیز راقم الحروف نے لکھا اور حضور ہی کے عہدِ مبارک میں "ادارۃ المصنّفین" نے شائع کر دیا تھا۔ اس مجموعہ کی اشاعت کے بعد بھی اب تک حضور کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے بکثرت وقوع پذیر ہونے کا سلسلہ اس شان کے ساتھ جاری و ساری ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ غیر مسلم دنیا نے اگر کبھی خدا کی ہستی اور حقانیتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان زندہ و تابندہ نشانوں کا مطالعہ کرنے کی توفیق پائی تو اس کے لیے قبول اسلام کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پندرہویں صدی ہجری میں جو عالمگیر انقلابات رُونما ہونے والے ہیں ان کی نسبت حضرت مصلح موعود کی تحریرات میں بہت سے اشارات ملتے ہیں۔ ذیل میں اُن میں سے بعض کا حضور ہی کے الفاظِ مبارک میں تذکرہ کیا جاتا ہے:۔

اوّل

حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء کے موقعہ پر جو پہلی پبلک تقریر کی اس میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ:۔

"اب یہ عیسائی سلطنتیں خود بخود اسلام کی طرف رجوع کریں گی۔ اور وہ یورپ

جو عیسائیت کا گھر ہے اسلام کا مرکز ہو گا۔"
(چشمۂ توحید صفحہ ۲۰-۲۱)

دوم

جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پاکستان کی نظر امریکہ پر ہے اور امریکہ کی نظر روس پر ہے ۔۔۔۔ روس اپنی فوجیں افغانستان میں داخل کر دے گا یا گلگت میں داخل کر دے گا۔ اس حیرت میں پاکستانی گورنمنٹ کچھ نہیں کرتی میں اپنی جماعت کو ایک تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج جب دعائیں ہونگی تو کشمیر کے متعلق بھی دعائیں کریں دوسرے میں ان کو یہ تسلی بھی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامان نرالے ہیں۔

۔۔۔۔ پاکستان کو جنوب اور مشرق کی طرف سے خطرہ ہے، لیکن ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ ہندوستان کو شمال اور مشرق کی طرف سے شدید خطرہ پیدا ہونے والا ہے اور وہ خطرہ ایسا ہو گا کہ باوجود طاقت اور قوت کے ہندوستان اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور روس کی ہمدردی بھی اس سے جاتی رہے گی سو دعائیں کرو اور یہ نہ سمجھو کہ ہماری گورنمنٹ کمزور ہے یا ہم کمزور ہیں خدا کی انگلی اشارے کر رہی ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا کہ روس اور اس کے دوست ہندوستان سے الگ ہو جائیں گے ۔۔۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا کہ امریکہ یہ محسوس کرے گا کہ اگر میں نے جلدی قدم نہ اٹھایا تو میرے قدم نہ اٹھانے کی وجہ سے روس اور اس کے دوست بیچ میں گھس آئیں گے پس مایوس نہ ہو اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھو۔"

(الفضل ربوہ ۱۵؍ مارچ ۱۹۵۷ء صفحہ ۳-۴)

سوم

۱۸؍ فروری ۱۹۵۹ء کو تحریر فرمایا:۔

"میں نے آج مورخہ ۱۸؍ فروری ۱۹۵۹ء صبح کے وقت سے کچھ پہلے کشفی حالت میں ایک القاء محسوس کیا ۔۔۔۔۔۔ مجھے القاء ہوا کہ سائنس دان خیال کر رہے ہیں کہ وہ مذہب کو جھوٹا ثابت کر رہے ہیں لیکن خدا بھی خاموش نہیں۔ اس کے فرشتے بھی خاموش نہیں وہ دفاع کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔ جب وقت آئے گا اور حقیقتِ حال تجربات کا

لباس مکمل طور پر پہن لے گی تو سائنس
دانوں پر کھل جائے گا کہ وہ ایک ایسے
جال میں پھنس گئے ہیں جو وہ دوسروں
کے لیے بُن رہے تھے۔"
(الفضل ۲۲ر فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۱)

چہارم

حضور نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۴۵ء کو جلسہ سالانہ میں
تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔
"جب ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
کو دنیا میں پھیلائیں گے اور اسلام کے
جلال اور اسی کی شان کے اظہار کے لیے
اپنی ہر چیز قربان کر دیں گے تو ہمیں ان
تبلیغی سکیموں کے لیے جسقدر روپیہ کی
ضرورت ہو گی اس کو پورا کرنا بھی ہماری
جماعت کا ہی فرض ہے۔ حقیقت
یہ ہے کہ ساری دنیا میں صحیح طور پر
تبلیغ اسلام کرنے کے لیے ہمیں لاکھوں
مبلغوں اور کروڑوں روپیہ کی ضرورت
ہے۔ جب میں رات کو اپنے بستر پر لیٹتا
ہوں تو بسا اوقات سارے جہان میں
تبلیغ کو وسیع کرنے کے لیے میں مختلف
رنگوں میں اندازے لگاتا ہوں۔ کبھی کہتا
ہوں ہمیں اتنے مبلغین چاہئیں اور
کبھی کہتا ہوں اتنے مبلغوں سے کام
نہیں بن سکتا۔ اس سے بھی زیادہ مبلغ
چاہئیں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ بیس
بیس لاکھ تک مبلغین کی تعداد پہونچا
کر میں سو جایا کرتا ہوں۔ میرے اس
وقت کے خیالات کو اگر ریکارڈ کیا
جائے تو شاید دنیا یہ خیال کرے کہ
سب سے بڑا شیخ چلی میں ہوں۔ مگر مجھے
اپنے ان خیالات اور اندازوں میں اتنا
مزہ آتا ہے کہ سارے دن کی کوفت
دُور ہو جاتی ہے۔ میں کبھی سوچتا ہوں
کہ پانچ ہزار مبلغ کافی ہوں گے۔ پھر
کہتا ہوں پانچ ہزار سے کیا بن سکتا ہے
دس ہزار کی ضرورت ہے۔ پھر کہتا ہوں
دس ہزار بھی کچھ چیز نہیں۔ جاوا میں
اتنے مبلغوں کی ضرورت ہے۔ سماٹرا
میں اتنے مبلغوں کی ضرورت ہے۔
چین اور جاپان میں اتنے مبلغوں کی
ضرورت ہے۔ پھر میں ہر ملک کی آبادی
کا حساب لگاتا ہوں۔ اُن سے اخراجات
کا اندازہ لگاتا ہوں اور پھر کہتا ہوں یہ
مبلغ بھی تھوڑے ہیں اس سے بھی زیادہ
مبلغوں کی ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ
بیس بیس لاکھ تک مبلغوں کی تعداد
پہونچ جاتی ہے۔ اپنے ان مزے کی

گھڑیوں میں مَیں نے بیس بیس لاکھ مبلّغ تجویز کیا ہے۔ دنیا کے نزدیک میرے یہ خیالات ایک واہمہ سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو چیز ایک دفعہ پیدا ہو جائے وہ مرتی نہیں جب تک اپنے مقصد کو پورا نہ کرے۔ لوگ مجھے بیشک شیخ چلّی کہہ لیں مگر مَیں جانتا ہوں کہ میرے ان خیالات کا خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ فضا میں ریکارڈ ہوتا چلا جا رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب اللہ تعالیٰ میرے ان خیالات کو عملی رنگ میں پورا کرنا شروع کر دیگا۔ آج نہیں تو آج سے ساٹھ یا سو سال کے بعد اگر خدا تعالیٰ کا کوئی بندہ ایسا ہوا جو میرے ان ریکارڈوں کو پڑھ سکا اور اُسے توفیق ہوئی تو وہ ایک لاکھ مبلّغ تیار کر دیگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کسی اَور بندے کو کھڑا کر دے گا۔ جو مبلّغوں کو دو لاکھ تک پہنچا دیگا پھر کوئی اور بندہ کھڑا ہو جائیگا جو میرے اس ریکارڈ کو دیکھ کر مبلّغوں کو تین لاکھ تک پہنچا دیگا۔ اس طرح قدم بقدم اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی لے آئے گا جب ساری دنیا میں ہمارے بیس لاکھ مبلّغ کام کر رہے ہوں گے "

(روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸ اگست ۱۹۵۹ء صفحہ ۶-۷)

خُدّامِ احمدیت کا فرض

مستقبل میں رُونما ہونے والا یہ عظیم انقلاب خدامِ احمدیت سے عظیم ذمہ داریوں کا تقاضا کرتا ہے اور بانیٔ خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعود نے اپنے عہدِ مبارک میں بار بار اُن کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ ۲ اگست ۱۹۱۶ء کو ارشاد فرمایا:۔

"ہماری جماعت نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ اس کام میں کوشش کریگی اور اُن سب روحوں کو جو اپنے اندر رُشد اور سعادت کا مادہ رکھتی ہیں ایک جگہ پر جمع کر دیگی پس تم لوگ اپنے اس فرض کو سمجھو اور بڑی کوشش اور ہمّت سے اس کام میں لگے رہو۔ دیکھو جب ایک جگہ ایک نقطۂ خیال کے چند آدمی جمع ہوتے ہیں تو کیسا سُرور حاصل ہوتا ہے تو جس وقت وہ عظیم الشان اجتماع ہوگا جس کا کرنا تمہارے سپرد ہے اس وقت تمہیں کیسی لذّت حاصل ہوگی۔ تم خیال کرو کہ جس وقت جو کلمہ تم پڑھتے ہو وہی کلمہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پڑھا جائے گا۔ ہر بستی، ہر گاؤں اور ہر شہر

میں وہی آواز سنائی دیگی ۔ چونکہ زمین گول ہے اس لیے ہر وقت اذانیں اور نمازیں ہی ہوتی رہیں گی۔ اُس وقت تمہیں کتنی لذّت حاصل ہوگی ۔ پھر جب تم یہ دیکھو گے کہ جس کلمہ، جس دین اور جس آواز پر تم لوگوں کو بلاتے ہو اُسی آواز پر بے شمار لوگ بُلانے والے ہونگے

اور ہر شہر اور ہر بستی سے

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کی آواز آتی ہوگی ۔ تمام دُنیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دی جائیں گی بلکہ آپؐ پر دُرود بھیجا جائے گا۔ خُدا کو بُرا بھلا کہنے والے نہیں ہوں گے ۔ بلکہ اُس کی محبّت میں چُور اور اُس کے تعلّق سے مسرُور نظر آئیں گے ۔

یہ خیال جو خوشی اور سرور پیدا کرسکتا ہے وہ اور کوئی نہیں پیدا کرسکتا۔ .... پس تم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ اپنے حلقۂ اثر میں تبلیغ کی کوشش کرے اور جو کوئی عام تبلیغ نہیں کرسکتا۔ وہ اپنے مال سے، اپنی جان سے، اپنی عزّت سے، اپنی آبرو سے، اپنے اثر سے کام لے۔ یہ سب چیزیں دین کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ر اگست ۱۹۱۶ء)

زمیں سے ظلمتِ شرک ایک دم میں ہوگی دُور
ہوا جو جلوہ نُما لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

★

مجلس خدام الاحمدیہ عالمگیر کی طرف سے

دو مساجد کی تعمیر

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۸۰ء کے آخری روز حضور ایدہ اللہ کے اختتامی خطاب سے قبل صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم محمود احمد صاحب شاہد نے حسب ذیل اعلان کیا۔

"الحمد للہ، الحمد للہ الحمد للہ۔ چودھویں صدی تجھے سلام کہ تیرے دور میں ہم نے جماعت احمدیہ پر خدا کے فضلوں کو بارش کے قطروں سے بھی زیادہ نازل ہوتے دیکھا۔

پندرھویں صدی تجھے خوش آمدید کہ ہمیں یقین ہے کہ تیرے اُبھرتے سورج اور چڑھتے چاند رب العالمین نے امت مسلمہ سے جو وعدے کیے تھے وہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پورے ہوتے دیکھیں گے۔ چودھویں صدی تیرے احسانات کے شکرانہ کے طور پر! پندرھویں صدی تجھے پُرعزم خوش آمدید کہنے کے لیے مجلس خدام الاحمدیہ عیسائیت کے گھر اٹلی اور لاطینی امریکہ میں ربِ دوجہاں کے حضور دو مساجد کا نذرانہ پیش کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہم خوش ہیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہماری اس درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یورپ، امریکہ اور کینیڈا کے خدام کے ذریعہ سے دو سال کے اندر اندر یہ مساجد مکمل کر دیں گے۔

اے ہر چیز پر قادر خدا تو ہماری مساعی میں برکت ڈال اور ہماری قربانیوں کو قبول فرما۔

ہم اپنے محبوب امام اور راہنما حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین

انشاء اللہ اسکی تفاصیل کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔"

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا تاریخ ساز

چھتیسواں سالانہ اجتماع

تفصیلی رپورٹ

از منتظم اشاعت سالانہ اجتماع ۱۹۸۰ء

مجلس خدام الاحمدیہ کا چھتیسواں سالانہ مرکزی اجتماع خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے ساتھ اپنی روایتی شان وشوکت سے بڑھ کر بخیر وخوبی مورخہ ۷، ۸، ۹ نومبر ۱۹۸۰ء ربوہ میں منعقد ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

تاریخ ساز اجتماع

یہ اجتماع بہت سی وجوہات کی بناء پر غیر معمولی اہمیت کا حامل ایک تاریخ ساز اجتماع تھا۔ کیونکہ

اوّل! حضور ایدہ اللہ نے انصار اللہ کے اجتماع پر انصار کو بھی مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں نمائندگی کا ارشاد فرمایا تھا جس کی بڑی وجہ حضور کے تین اہم خطاب تھے۔ جن کی تفصیل علیحدہ شائع ہو چکی ہے۔

دوم! یہ اجتماع عین چودہویں صدی کے آخری دنوں میں منعقد ہوا۔ ۹ رنومبر کو صدی کا آخری دن ہونے کے علاوہ --- خلافت ثالثہ کے مبارک دور پر پندرہ سال مکمل ہو رہے تھے۔

سوم! چودہویں صدی میں جماعت پر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور احسانات کے تشکر کے طور پر اور پندرہویں صدی کے استقبال کے طور پر مجلس خدام الاحمدیہ نے آئندہ دو سالوں میں اٹلی اور لاطینی امریکہ میں دو مساجد کی تعمیر کی پیش کش کی جسے حضور نے ازراہ شفقت منظور فرمایا اور کامیابی کی دعا فرمائی۔

چہارم! خدام کے اجتماع پر پہلی بار عظیم "تعلیمی منصوبہ" کے تحت انعامی تمغہ جات اور اسناد کی تقریب عمل میں آئی۔ تمغہ جات کی تقسیم کی یہ دوسری تقریب تھی اور اس کا اعلان اس سے قبل حضور ایدہ اللہ نے اس کی پہلی تقریب کے موقع پر ۱۳ جون ۱۹۸۰ء کو کیا تھا۔

پنجم! اجتماع کی نمایاں ترین خصوصیت حضور ایدہ اللہ کے وہ نہایت پُر جلال اور دلوں کو گرما دینے والے تین خطاب تھے جو آپ نے تینوں دن فرمائے۔

ششم! اس اجتماع پر ۱۳ بیرونی ممالک کے نمائندہ خدام نے بھی شرکت کی۔

اجتماع کا روزانہ پروگرام علی الصبح نماز فجر سے قبل شروع ہوتا چنانچہ نماز تہجد کیلئے خدام کو ۱/۲ ۲ بجے بیدار کرنا شروع کر دیا جاتا خدام وضو کر کے پنڈال میں تشریف لے آتے۔ نماز تہجد باجماعت ادا کرتے جسمیں نہایت دردِ دل سے اسلام، احمدیت، وطن، حضرت امام جماعت احمدیہ اور بنی نوع انسان کے لیے پُر سوز دعائیں ہوتیں پھر نماز فجر ادا کی جاتی۔ اس کے بعد درس القرآن والحدیث ہوتا، اس کے بعد پنڈال میں ہی اجتماعی ورزش ہوتی۔ اس کے بعد ناشتہ کے لیے وقفہ ہوتا۔ اس کے بعد دوسرے پروگرام منعقد ہوتے رہے جن میں درس کتب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ذکر حبیب اور پرچہ عام دینی معلومات بھی شامل تھے۔

اجتماع کے موقعہ پر ایک اہم حصہ خدام سے صدر مجلس کا خطاب تھا جو آخری روز ہوا۔ صدر مجلس نے اپنے خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ ہر قائد اپنی مجلس میں سائقین کے نظام کو فعال بنائے۔ نیز آپ نے گذشتہ سال کا جائزہ لیتے ہوئے عمومی طور پر خدام اور عہدیداروں کو ہدایات دیں۔

خطاب صدر کے علاوہ نائب صدر محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نے بھی خدام سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے حضور ایدہ اللہ کے دورہ ۱۹۸۰ء کے ایمان افروز واقعات سنائے۔

اس کے علاوہ تلقین عمل کے پروگرام میں مہتممین مرکزیہ نے خدام سے خطاب کیا اور اپنے اپنے شعبہ سے متعلق ہدایات دیں۔

حاضری

اس مرتبہ خدام کی حاضری گذشتہ سال کی نسبت خاصی زیادہ تھی۔ حاضری کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

نمائندگی مجالس : ۱۷۱

آخری اجلاس میں حاضرین کی کل تعداد: ۲۰۰۰۰ تقریباً

سائیکل پر آنیوالوں کی تعداد : ۱۲۱۵

پیدل آنے والے ۔ ۲

(یہ خدام لاہور کی قیادت دہلی گیٹ سے تعلق رکھتے تھے)

فہرست منتظمین اجتماع

تیاری ربوہ	:	صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب
منتظم اعلیٰ	:	محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب
" خوراک	:	" ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب
" تقسیم خوراک	:	محترم چوہدری فضل احمد صاحب
منتظم بیرون	:	لئیق احمد طاہر "
" مقام اجتماع	:	مبارک احمد خان "
" آب رسانی	:	حمید احمد خالد "
" سکیم سائیکل	:	خالد مسعود "
" سپلائی	:	شیخ مبارک احمد "
" علمی مقابلے	:	حافظ مظفر احمد "
" اشاعت و تربیت	:	نصیر احمد قمر "
" طبی امداد	:	ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد "
" اندرون	:	محمد الدین ناز "
" شوریٰ و سٹیج	:	مکرم منیر احمد "
" حفاظت و پہرہ	:	مکرم چوہدری مبارک احمد طاہر
" اعلیٰ اجتماع اطفال	:	" محمد اسلم صاحب شاد منگلا
نائب " " " "	:	مکرم تصور احمد صاحب
منتظم روشنی و صنعتی نمائش	:	مبارک احمد طاہر صاحب
" ورزشی مقابلہ جات	:	مرزا رفیق احمد "

مقام اجتماع کی تفصیلات

حسب سابق اس مرتبہ بھی اجتماع تعلیم الاسلام کالج کے بالمقابل وسیع میدان میں ہوا۔ اجتماع کے لیے جتنا حصہ مخصوص کیا گیا تھا۔ اسکا کل رقبہ ۶۵۰۰۰ فٹ تھا۔ جسمیں پنڈال، دفاتر، خیمہ جات، بیت الخلاء، وضو کے لیے انتظام، کھانے کی تقسیم کے لیے عارضی لنگر، کھیلوں کیلئے میدان اور سٹال وغیرہ شامل تھے۔ پنڈال کا رقبہ اس مرتبہ پہلے سے بڑھا کر ۲۰۷۶۳ فٹ کر دیا گیا تھا مگر پھر بھی یہ بہت تنگ رہا خصوصاً حضور کی تقاریر کے دوران۔

تمام پنڈال کو لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے مبارک قطعات سے سجایا گیا تھا۔ خدام کی رہائش کے لیے خیمہ جات کی تعداد تقریباً سوا تین سو تھی جن میں سے تین سو خیمے ربوہ کی مجالس نے خود تیار کئے تھے جو چادروں پر مشتمل تھے۔ چند ایک خیمہ جات بیرون ربوہ کی مجالس نے بھی لگائے تھے۔ جن میں سے ہنسلو (برطانیہ) کے خدام کا خیمہ قابل ذکر ہے۔

کھانے کا انتظام

کھانا لنگر نمبر ۳ سے تیار ہو کر مقام اجتماع میں بنائے گئے ایک عارضی لنگر میں آجاتا تھا جہاں سے خدام اپنے خیمے میں کھانا لے جاتے اور وہیں تناول کرتے۔

تعلیمی تمغہ جات و اسناد کی تقسیم

اس مرکزی اجتماع کے موقعہ پر حضور کے عظیم الشان "تعلیمی منصوبہ" کے تحت پہلی بار انعامی تمغہ جات اور اسناد کی تقسیم کی دوسری تقریب عمل میں آئی اور آپ نے مندرجہ ذیل طلباء کو مختلف امتحانات میں اوّل آنے پر انعامات دیئے۔

۱۔ مرزا غلام قادر صاحب ابن مرزا مجید احمد صاحب انٹرمیڈیٹ۔ پشاور بورڈ میں اوّل رہے۔

۲۔ محمد سعید صاحب ابن میاں محمد شریف صاحب انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور۔ بی۔ ایس۔ سی میں دوم رہے۔

۳۔ نوید اسلم صاحب ابن شمس الدین صاحب اسلم پشاور یونیورسٹی۔ بی۔ ایس۔ سی ایگریکلچر میں دوم رہے۔

اسی موقعہ پر تین طالبات کی اسناد حضور کے دست مبارک سے ان کو دی گئیں۔ ان طالبات کے تمغہ جات لجنہ اماء اللہ کے اجتماع میں حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضور ایدہ اللہ نے تقسیم فرمائے۔

۱۔ محترمہ سلمٰی صاحبہ بنت خورشید عالم صاحب پشاور یونیورسٹی ایم۔ ایس۔ سی فزکس میں اوّل

۲۔ طیبہ حمید صاحبہ بنت چوہدری حمید اللہ صاحب سرگودھا بورڈ میٹرک میں دوم

۳۔ شاہینہ سعادت صاحبہ بنت رانا سعادت احمد صاحب سرگودھا بورڈ میٹرک میں سوم

موخر الذکر دو طالب علم غیر حاضر ہونے کی وجہ سے اپنا انعامی تمغہ وصول نہ کر سکے جو بعد میں اُن کو دیئے گئے۔

مجلس شوریٰ

دورانِ اجتماع مجلس شوریٰ کے تین اجلاسات ہوئے جن میں ان تجاویز پر غور ہوا اور نمائندگان نے ان پر بحث کی اور مختلف سفارشات پیش ہوئیں۔ مجلس شوریٰ کی تمام کارروائی کی تفصیلات الگ شائع کی جارہی ہیں۔

اجتماع کے آخری روز حضور کا پُرجوش استقبال

آخری روز جب حضور خطاب کے لیے تشریف لائے تو آپ کا بڑا پرجوش اور والہانہ استقبال کیا گیا۔

تشریف آوری سے قبل تمام قائدین اضلاع ہاتھوں میں پھول لیے حضور کا انتظار کر رہے تھے اور جونہی حضور کی کار مقام اجتماع میں داخل ہوئی تو اس پر پھول نچھاور کرنے شروع کر دیئے گئے۔ جوں جوں کار آگے بڑھتی چلی گئی

پھولوں سے لدتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ کار مکمل طور پر پھولوں سے چھپ گئی۔ پھر حضور ایدہ اللہ کار سے اُتر کر مقامِ اجتماع میں تشریف لائے اور سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔

تقاریر علمائے سلسلہ

دورانِ اجتماع جید علمائے سلسلہ نے خدام سے مختلف مواضیع پر خطاب فرمایا:

خطاب کرنے والے علماء میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب، محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب۔ محترم مولانا سید احمد علی صاحب۔ محترم مولانا غلام باری سیف صاحب۔ محترم مولانا بشارت احمد بشیر صاحب، محترم چوہدری انور حسین صاحب

محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ شامل تھے۔ علاوہ ازیں محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب اور محترم ڈاکٹر نصیر احمد خانصاحب نے مجلس سوال و جواب میں تشریف لاکر خدام کو ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔

انعام لینے والے خدام

اس سہ روزہ اجتماع میں ہونے والے علمی مقابلہ جات میں جن خدام نے نمایاں پوزیشن حاصل کر کے انعامات حاصل کئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تقریری مقابلہ۔ معیارِ سوم

اوّل	رفیع احمد	سانگلہ ہل
دوم	ظہیر احمد خان	لندن

سوم	عبدالحلیم	ساہیوال

تقریری مقابلہ معیار دوم

اول	عارف احمد	ربوہ
دوم	مظفر احمد درانی	"
سوم	منور احمد ہاشمی	کراچی

مقابلہ حفظ قرآن کریم (حفاظ)

اول	حافظ عارف اللہ	ربوہ
دوم	محمد یحییٰ خاں	فیصل آباد
سوم	حافظ محمد اکبر	ربوہ

مقابلہ حفظ قرآن کریم (غیر حفاظ)

اول	محمود احمد شاد	ربوہ
دوم	ماسٹر منظور احمد ظفر	
سوم	عبدالمومن طاہر	ربوہ

مقابلہ تلاوت قرآن کریم

اول	حافظ عارف اللہ	ربوہ
دوم	محمد امجد عارف	سرگودھا
سوم	آفتاب احمد	اوکاڑہ

مطالعہ کتب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

معیار اوّل

اول	شاکر حسین	کوئٹہ
دوم	محمد امان اللہ	شیخوپورہ
سوم	محمد ثناء اللہ	"

معیار دوم

اول	محمد یاسین	
دوم	ناصر احمد	

سوم	حمید اللہ	شیخوپورہ

معیار سوم

اول	نعیم احمد	
دوم	محمد زاہد	شیخوپورہ
سوم	اسد ظہور	

مقابلہ ترجمہ قرآن کریم

معیار اول

اول	عبدالسلام	
دوم	بشارت الرحمٰن	ربوہ
سوم	عبدالمومن طاہر	"

معیار دوم

اول	محمد یامین	
دوم	مظفر احمد درانی	
سوم	ناصر احمد	

معیار سوم

اول	محمد زاہد	
دوم	رفیع احمد طاہر	

مقابلہ نظم خوانی

اول	شفیق احمد انس	
دوم	منیر احمد	
سوم	الیاس غیور بٹ	

مقابلہ حفظ نظم

اول	بشارت الرحمٰن قمر	
دوم	حمید اللہ	شیخوپورہ
سوم	محمد حمید الحق	

مقابلہ اذان

اول | چوہدری ظفر اللہ احمدی
دوم | حافظ عارف اللہ
سوم | محمد نصر اللہ احمدی

مطالعہ حدیث

معیار اول

اول | عبدالمنان فیاض
دوم | محمد امان اللہ

معیار دوم

اول | حمید اللہ
دوم | منور محمود

مشاہدہ معائنہ

اول | محمد اعظم طاہر

دوم | عبدالمنان فیاض
سوم | اسلم محمود

مطالعہ احادیث

معیار سوم

اول | محمد زاہد

مضمون نویسی

اول | حمید اللہ
دوم | محمد احمد اشرف
سوم | عبدالمنان فیاض

پیغام رسانی

اول ٹیم | دارالذکر فیصل آباد
دوم " | سرگودھا شہر

مقابلہ عام معلومات

معیار اول

اول | محمد امان اللہ
دوم | محمد ثناء اللہ
سوم | فہیم احمد

معیار دوم

اول | ناصر احمد
دوم | شفیق احمد انس
سوم | سید حسن طاہر بخاری

معیار سوم

اول | حافظ محمد اکبر احمد
دوم | زاہد خورشید
سوم | لطف الرحمٰن

مقابلہ تقاریر معیار خاص

اول | محمد احمد اشرف | نمائندہ ضلع لاہور
دوم | چوہدری ندیم احمد | " " کراچی
سوم | محمد رفیق عابد | " ربوہ

تقریری مقابلہ معیار اول

اول | احمد مبارک
دوم | ضیاء اللہ مبشر
سوم | شاکر حسین

اس موقعہ پر ہونیوالے ورزشی مقابلہ جات کے نتائج حسب ذیل ہیے

انفرادی مقابلے

سو میٹر دوڑ

اول | عمر فاروق
دوم | نعیم احمد

چار سو میٹر دوڑ

اول | نعیم احمد
دوم | شہباز احمد

لمبی چھلانگ

اول | عمر فاروق
دوم | داؤد احمد
سوم | نعیم احمد

گولہ پھینکنا

اول | صفی الدین
دوم | طارق حبیب

وزن اٹھانا

اول | طارق حبیب
دوم | نصیر احمد ورک

کلائی پکڑنا

اول | برکت علی
دوم | مبشر احمد

اجتماعی ورزشی مقابلوں کا نتیجہ یہ رہا

فٹ بال

اول | ٹیم ربوہ
دوم | " لاہور ڈویژن

کبڈی

اول | ٹیم ربوہ
دوم | " حیدرآباد ڈویژن

والی بال

اول	ٹیم ربوہ
دوم	" لاہور ڈویژن

رسہ کشی (بلاکس)

اول	ٹیم لاہور ڈویژن
دوم	" ربوہ

ان کے علاوہ رسہ کشی کا ایک مقابلہ مہتممین مرکزیہ اور قائدین اضلاع کے مابین بھی ہوا۔ جو قائدین اضلاع کی ٹیم نے جیت لیا۔

اجتماع کے پہلے روز سیدنا وامامنا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۸۰۔۱۹۷۹ء کے دوران جملہ مجالس اطفال الاحمدیہ میں کارکردگی کے لحاظ سے اول آنے والی مجلس مارٹن روڈ کراچی کو اپنے دست مبارک سے علم انعامی اور دوم مجلس بہاولپور اور سوم آنے والی مجلس ربوہ کو اسناد خوشنودی سے نوازا۔

اسی طرح مقابلہ قیادت اضلاع میں اول آنے والے ضلع کراچی کو انعامی شیلڈ ملی اور ضلع لاہور اور ضلع لاڑکانہ کو بالترتیب دوم اور سوم آنے پر اسناد خوشنودی عطا ہوئیں۔

مقابلہ سائیکل سفر میں ربوہ کی مجلس اول آئی اور حضور انور کی طرف سے ایک ہزار روپے انعام کی حقدار ٹھہری۔

شعبہ تعلیم کے زیر اہتمام ہونیوالے سالانہ انعامی مقابلہ مقالہ نویسی کا نتیجہ حسب ذیل تھا۔

اول	مکرم محمود احمد مجیب	اسلام آباد
دوم	" عبدالعزیز منگلا	ماڈل ٹاؤن لاہور
سوم	" ثناء اللہ انجم ایم اے	گیلے ضلع شیخوپورہ

درخواستِ دُعا

مکرم عبدالمالک صاحب نمائندہ خالد و تشحیذ لاہور کو مورخہ ۲۶ ؍جنوری کو ایک حادثہ پیش آیا ہے۔ جس کی وجہ سے انھیں شدید چوٹیں آئی ہیں اور اُن کی ایک ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ مکرم موصوف سلسلہ کے نہایت مخلص خادم ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے دعا فرمائیں۔

مرزا فرید احمد
(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

کھیل کے میدان سے

چودھواں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آخری میچ دیکھا اور انعامات تقسیم فرمائے

فضل عمر باسکٹ بال ایسوسی ایشن ربوہ کے زیر اہتمام چودھواں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ فضل عمر کلب ربوہ کی گراؤنڈز واقع بالمقابل ٹی آئی کالج ربوہ میں پانچ روز جاری رہنے کے بعد مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۸۱ء کو پوری کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

ٹورنامنٹ کا افتتاح روایات کے مطابق مارچ پاسٹ تلاوت قرآن کریم اور قومی ترانہ کے بعد گذشتہ سال کی چیمپئن ٹیم کے کپتان جناب عبدالرحیم طارق نے ۲۱ جنوری کو ۹ بجے صبح کیا۔ اس کے بعد فضل عمر باسکٹ بال ایسوسی ایشن کے سرپرست محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے دعا کروائی پھر میچز شروع ہوگئے۔ پروگرام کے مطابق ٹورنامنٹ ۲۴ جنوری کو ختم ہونا تھا، لیکن ۲۳ جنوری کو موسم کی خرابی کی وجہ سے ایک دن کا اضافہ کرنا پڑا۔

اس ٹورنامنٹ میں ملک بھر کی ۱۲ نامور ٹیموں نے شرکت کی جنہیں چار POLES میں تقسیم کردیا گیا تھا اور اس طرح سے کل ۵۲ میچز کھیلے گئے اور یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ان ٹیموں میں تقریباً ۱۷ کھلاڑی INTERNATIONAL PLAYERS تھے۔

ٹورنامنٹ کا آخری روز سب سے زیادہ بارونق اور دلچسپ ترین تھا کیونکہ اس روز ہمارے پیارے امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے فائنل میچ دیکھا جو پاکستان آرمی اور حبیب بینک کے مابین ہوا۔ بعد ازاں کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی دعا کروائی۔

اس ٹورنامنٹ میں پاکستان آرمی نے فائنل میچ میں گذشتہ سال کے چیمپئن حبیب بینک کو شکست دیکر چیمپئن شپ کا اعزاز حاصل کیا اور اس طرح سے حبیب بینک دوم رہا جبکہ پاکستان ریلوے نے تیسری اور فضلِ عمر کلب ربوہ نے چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

ٹورنامنٹ کمیٹی کے صدر صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب اور سیکرٹری محترم محمد اسلم منگلا صاحب تھے۔ محترم چوہدری محمد علی صاحب ایم۔اے نے بھی اس ٹورنامنٹ کے انتظامات میں بے لوث اور مخلصانہ خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح ملک نسیم احمد صاحب، چوہدری نعیم الدین صاحب مرزا مظفر احمد صاحب، مرزا عمر احمد صاحب، مفتی احمد صادق صاحب ملک مسعود خالد صاحب، سید خلیل صاحب، مبارک احمد صاحب خالد، شمیم پرویز صاحب چوہدری فضل احمد صاحب، نفیس احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب صلاح الدین ایوبی صاحب، محمد شریف جنجوعہ صاحب اور لطیف احمد غزنوی صاحب نے بھی مختلف شعبوں میں خدمات سرانجام دیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

دے اِن کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا

۲۹ ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو مسجد مبارک میں حضور ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے مکرم مقصود احمد چٹھہ ایم۔اے ابن مکرم چوہدری غلام احمد صاحب کا نکاح محترمہ نصیرہ رشید صاحبہ بنت مکرم رشید احمد نذیر صاحب کیساتھ ۲۰ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ مکرم مقصود احمد صاحب جو مکرم سعید احمد صاحب چٹھہ نائب مہتمم مقامی ربوہ کے برادر اکبر ہیں مجلس نصرت جہاں کے تحت نائیجیریا میں بطور ٹیچر خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں۔

مکرم اخلاق احمد صاحب انجم (نائب مدیر خالد) ابن چوہدری عنایت علی صاحب آف کھاریاں کا نکاح مکرمہ بشریٰ شریف صاحبہ بنت چوہدری شریف احمد صاحب آف سماعیلہ حال شفیق آباد سندھ سے دس ہزار روپے حق مہر پر مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۰ء کو بعد نماز مغرب مسجد محمود میں مکرم محمد طارق اسلام صاحب مربّی سلسلہ نے پڑھا۔ مکرم اخلاق احمد صاحب انجم واقفِ زندگی ہیں اور اس سال جامعہ احمدیہ کی تعلیم مکمل کر کے "شاہد" کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔

ادارہ خالد اس موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے نیز دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

مکتوبِ کینیا

پیارے برادرم محمد الیاس منیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

یہ خط مشروط طور پر لکھ رہا ہوں آپ کے ۱۰/۱۸ کے خط کے جواب میں اس شرط پر کہ آپ جواباً مضمون کا نہ تو تقاضہ فرمائیں گے اور نہ ہی ذکر کریں گے۔ اگر منظور ہے یہ شرط تو یہ خط لکھتا ہوں۔ آپ کی خوشی آپ کی رضامندی کی غمازی کر رہی ہے۔

آپ کا خط اسلام آباد ہی مل گیا تھا مگر اس وقت جب میں نیروبی کے لیے پابہ رکاب تھا۔ پھر یہ خط میرے ساتھ ہی ساتھ رہا، مگر مضمونوں کے یاد دہانی کی دہشت نے مجھے آپ کی خدمت میں خط نہیں لکھنے دیا آپ دیکھ لیں کہ آپ سے اور مہتمم صاحب اشاعت سے (انہیں نہیں بتانا) لوگ کتنے ڈرتے ہیں کہ مارے خوف کے روپوش ہو جاتے ہیں۔ تذکیر کو تخویف کی حدود تک نہیں پہنچنے دینا چاہیئے۔

کینیا پسند آیا ہے اور خاص طور پر نیروبی جو بجا طور پر افریقہ کا سب سے خوبصورت اور موسمی لحاظ سے سب سے زیادہ HOSPITABLE شہر کہلاتا ہے۔ خطِ استواء سے قدرے جنوب میں ہے اور سطح سمندر سے 5000 فٹ بلندی پر۔ بلندی اس کی گرمیوں کو معتدل رکھتی ہے (آج کل یہاں گرمی ہے مگر درجہ حرارت 25°C سے زیادہ نہیں ہوتا) اور خط استواء کا قرب اس کی سردیوں (جون جولائی) کو ٹھٹھرنے نہیں دیتا

نیروبی کے لفظی معنے پانی والی جگہ (ذات معین) کے ہیں۔ ممباسہ سے یوگنڈا تک ریلوے لائن بچھانے والوں نے اسے پایا تو اس کے محل وقوع، بہتے پانیوں اور معتدل موسم سے اتنے متاثر ہوئے کہ اسے اپنا بہت بڑا پڑاؤ بنا ڈالا۔ اس وقت کون جانتا تھا کہ ریلوے ورکرز کا یہ کیمپ کبھی افریقہ کی عروس البلاد بننے والا ہے۔

کینیا میں بہت بڑے بڑے وسیع نیشنل پارک ہیں جہاں جنگلی جانور آزاد کھلے پھرتے ہیں اور سیاح گاڑیوں کے خول میں دبکے انہیں دیکھتے ہیں۔ چڑیا گھر (ZOO) سے اُلٹ حساب ہوا۔ وہاں جانور پنجروں میں ہوتے ہیں اور انسان آزاد پھرتے ہیں۔ یہاں جانور آزاد ہوتے ہیں اور انسان اپنے خولوں میں بند۔ کبھی کینیا شکاریوں کی جنت ہوا کرتا تھا مگر اب جانوروں کی تیزی سے گھٹتی اور انسانوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث ضروری ہوگیا ہے کہ اس سرزمین کے اصل باشندوں کی آزادی سے رہنے کے لیے چند علاقے مختص کر دیئے جائیں۔ انہیں اب نیشنل پارک کہتے ہیں۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا یہاں قیام ہر لحاظ سے مفید و بابرکت فرمائے۔ آمین ::

جلسہ سالانہ کے ایمان افروز تاثرات سے استفادہ کا موقعہ عطا فرمائیں۔

والسلام

خاکسار

ملک لال خاں

Monthly **KHALID** Rabwah
Regd. No. L5830

January February 1981